پاکستان کا سب سے زیادہ شائع ہونے والا بچوں کا مقبول ترین ہفت روزہ

ہر اتوار کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

983

اتوار 25 شوال 1442ھ
مطابق 6 جون 2021ء

بچوں کا اسلام

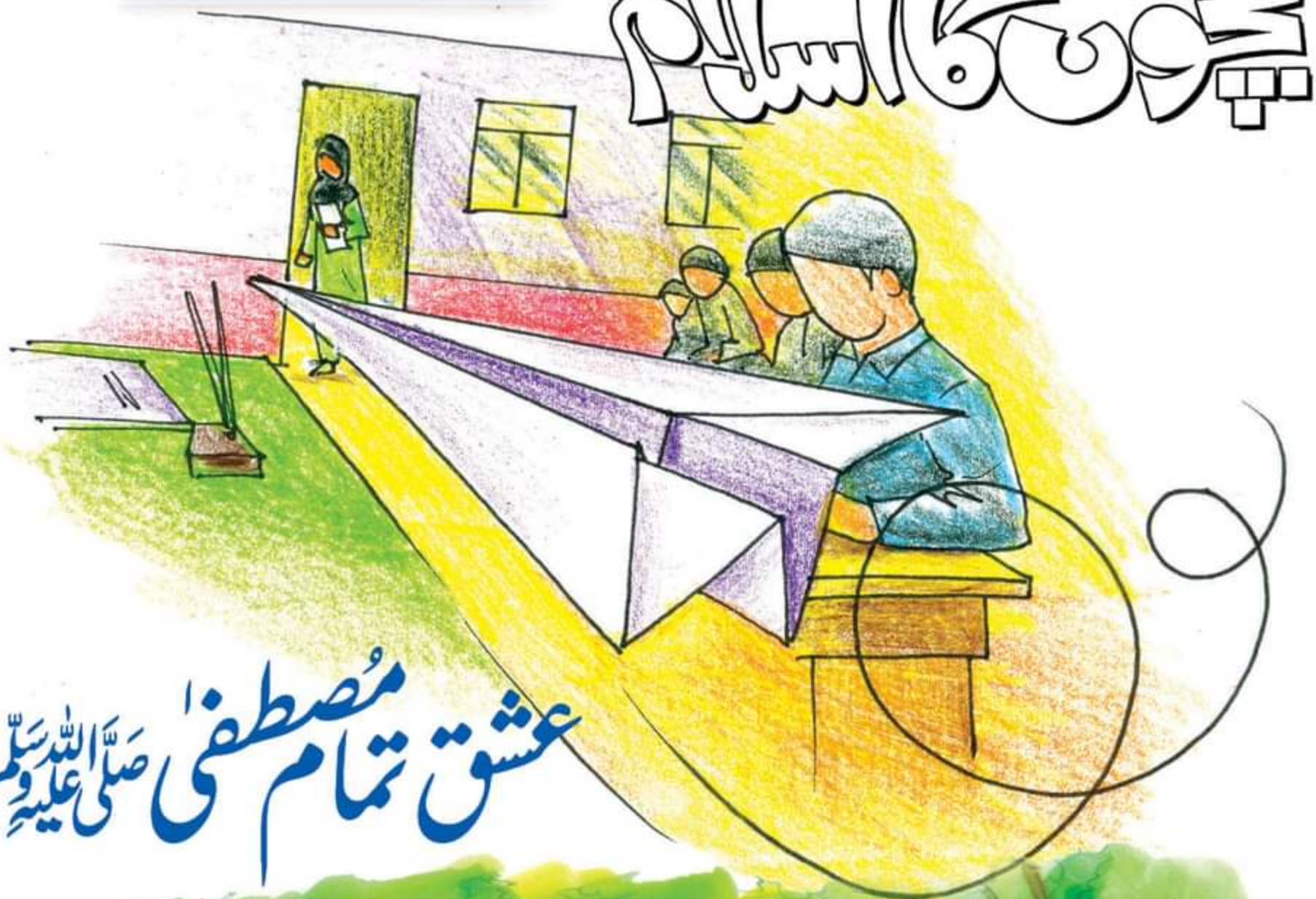

عشق تمام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

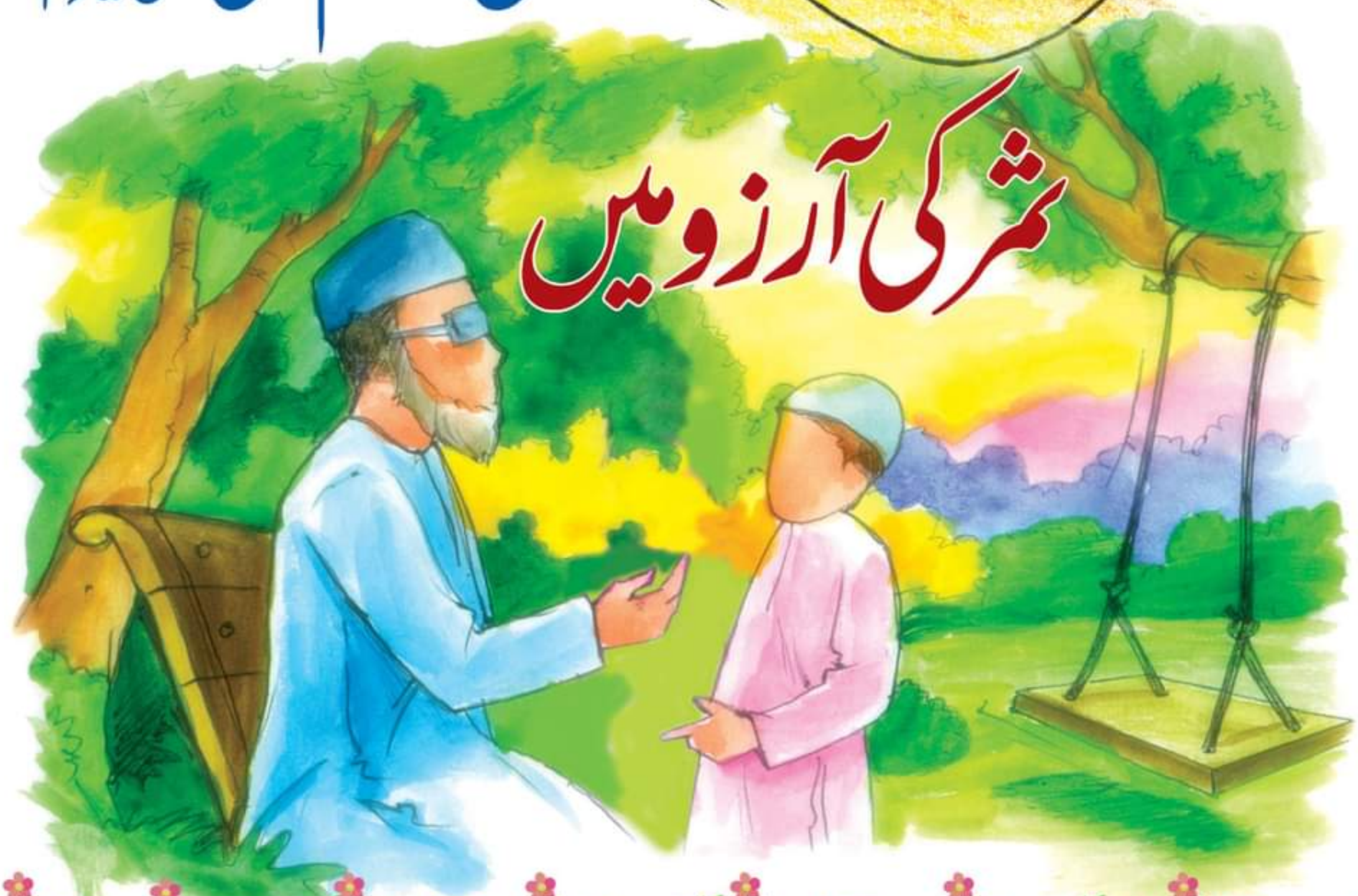

ثمر کی آرزو میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نرمی کا برتاؤ اللہ کی رحمت ہے

پس خدا ہی کی رحمت کے سبب آپ اُن کے ساتھ نرم رہے اور اگر آپ تند خو، سخت طبیعت ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے سب منتشر ہو جاتے، سو آپ ان کو معاف کر دیجیے، اور اُن کے لیے استغفار کر دیجیے اور اُن سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجیے۔ ﴿سورۂ آلِ عمران:159﴾

نرمی کا برتاؤ کرنے والے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک انتہائی خوبصورت محل ہے جو قیمتی جواہر اور موتیوں سے بنایا گیا ہے۔''

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: ''یارسول اللہ! یہ کن لوگوں کے لیے ہوگا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ محل اُس شخص کے لیے ہوگا جو اچھی اور نرم گفتگو کرے، بھوکوں کو کھانا کھلائے اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر نماز پڑھے۔'' ﴿رواہ احمد﴾

دستک

اِرادہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

آدمی ایک ارادہ کرتا ہے بلکہ عزم مصمم کر لیتا ہے، مگر پھر کچھ نہ کچھ ایسا ہو جاتا ہے کہ سارے ارادے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں اور ہوتا وہی ہے جو مقسوم ہوتا ہے۔

ایسا ہی ایک ارادہ دل ہی دل میں ہم نے بھی کیا تھا کہ ''اَلف نمبر'' کی وجہ سے اِن شاء اللہ تعالیٰ معمول کے شماروں میں کوئی کمی نہیں آنے دیں گے۔ سالنامے کی کتنی ہی مصروفیت ہو، معمول کے شماروں میں معیار کے حوالے سے کوئی سمجھوتا کریں گے نہ کسی سلسلے کی چھٹی کریں گے۔ حتیٰ کہ دونوں رسائل کے اداریے کی روایت کو بھی حتی الامکان نبھاتے رہیں گے۔

اگرچہ پچھلے دنوں ہم نے ''احتیاطاً'' خواتین کا اسلام کے 'آئینہ گفتار' میں چھٹی کی درخواست پیشِ قارئین کر دی تھی مگر پھر بھی ارادہ یہی تھا کہ معمول کو جاری رکھنے کی اپنی سی پوری کوشش کریں گے، مگر ناگہاں ہوا یہ کہ خواتین کا اسلام ہی میں نہیں، بچوں کا اسلام میں بھی ایک چھٹی ہوگئی۔

اور وجہ ہزار نمبر کی مصروفیت نہیں، اچانک آنے والی ایک بیماری بنی۔

رمضان کریم کے آخری عشرے کی ایک شب بعد تراویح اچانک چھینکوں کا جو سلسلہ شروع ہوا، تو ہر چھینک کے بعد 'جاری ہے' ہوتے ہوتے ایک طویل قسط وار سلسلہ بن گیا۔

سوزش سے آنکھیں سرخ، ناک جھرنا ہوگئی، پھر بخار کیوں پیچھے رہتا، اُس نے بھی آن پکڑا جو صبح تک بڑھتے بڑھتے اتنا بڑھ گیا کہ روزہ قضا کرنا پڑا اور پھر بات ایک روزے پر ہی نہیں ٹھہری، دو روزوں کی قضا پر طبیعت کچھ سنبھلی۔

اِن دو دنوں میں بھی گرتے پڑتے دفتر آنا پڑا کہ آپ کے ہزارویں نمبر کی وجہ سے ہم آج کل ایک دن کی چھٹی بھی 'افورڈ' نہیں کر سکتے، ہاں حاضر ہونے کے باوجود طبیعت اتنی نڈھال رہی کہ باقی کام تو نمٹا لیے مگر لکھنے لکھانے کا کوئی تخلیقی کام نہ ہو سکا۔ سو رسائل ہمارے صفحے کے بغیر ہی پریس چلے گئے۔

خیر اِس بیماری کی تکلیف سے ہمارے لیے ایک راحت بھی برآمد ہوئی۔

وہ یہ کہ جب رسائل چھپ کر آئے تو خواتین کا اسلام والی بہنوں کو تو خیر مہینے میں ہماری ایک آدھ چھٹی کی عادت ہے، بچوں کا اسلام کے بے شمار قارئین نے جس طرح ای میل اور موبائل میسجز کے ذریعے بڑے تفتیشی انداز میں اپنی تشویش کا اور پھر شکوے کا بھرپور اظہار کیا، وہ دل خوش کر گیا۔

صرف ایک ہفتے، ایک صفحے کی عدم موجودگی کو قارئین نے اتنا محسوس کیا کہ یہ بات جان کر دل بہت بڑھ گیا۔ کیوں کہ حوصلہ افزائی کی ضرورت تو ہر لکھاری کو ہوتی ہے، مدیر کو بھی۔

بہرحال اب طبیعت کافی بہتر ہے۔ دعا کریں کہ آپ کے انیسویں سالنامے کی شایانِ شان تیاری میں اب کوئی رکاوٹ نہ رہے۔

اللہ میاں کی بھرپور مدد شاملِ حال رہے، آمین!

اب شمارہ پڑھیے اور بتائیے، معیار معمول کے مطابق ہی ہے ناں؟!

والسلام محمد فیصل شہزاد

خط کتابت کا پتا دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فون: 021 36609983 ای میل: bkislam4u@gmail.com
انٹرنیٹ: www.dailyislam.pk سالانہ زرتعاون: اندرون ملک 1000 روپے بیرون ملک ایک میگزین 18000 روپے دو میگزین 20000 روپے

ادارہ روزنامہ اسلام کی تحریری اجازت کے بغیر بچوں کا اسلام کی کوئی تحریر کہیں شائع نہیں کی جاسکتی۔ بصورت دیگر ادارہ قانونی چارہ جوئی کرنے کا حق رکھتا ہے۔

کم ظرف

فاطمہ محمود

''صاحب! بوٹ پالش کروالو۔'' عقب سے آواز آنے پر میں اچانک مڑا۔

''کیا..... کچھ کہا تم نے؟'' میں نے فٹ پاتھ پر بیٹھے بوڑھے موچی سے پوچھا۔

''صاحب! بوٹ پالش کروالو..... صبح سے ایک گاہک بھی نہیں آیا۔''

وہ بوڑھا یاسیت بھرے لہجے میں بولا۔

شام ہو رہی تھی۔ میں دفتر سے لوٹا تو بیٹا رو رہا تھا۔ بیگم نے بتایا نئی سائیکل کی ضد کر رہا ہے۔ اسے روتا دیکھ کر میں نے کپڑے حتیٰ کہ جوتے بھی نہ بدلے اور اسے لے کر بازار آ گیا۔ اسے اس کی من پسند اور دکان کی مہنگی ترین سائیکل دلا کر باہر نکلا تو اِس موچی نے متوجہ کر لیا۔

''صاحب! میری بیٹی بہت بیمار ہے، اُس کی دوائی لینی ہے صاحب!..... صبح سے ذرا بھی کمائی نہیں ہوئی۔'' بیٹی کی بیماری کا سن کر میرا دل پسیج گیا اور میں نے اسے اپنے جوتے پالش کرنے کے لیے دے دیے۔ ویسے بھی صبح دفتر تو جانا ہی تھا۔

''لیجیے صاحب! ہو گئے پالش۔'' پالش مکمل کر کے وہ بولا۔

میں نے جیب سے پچاس روپے نکال کر اسے دیے۔

وہ مجھے بیس روپے واپس کرنے لگا تو میں بولا: ''یہ کیا..... صرف بیس روپے.....؟''

''صاحب! مہنگائی بہت ہے۔ اب مزدوری بھی زیادہ ہو گئی ہے۔''

وہ التجائی انداز میں بولا۔

مجھے غصہ آ گیا۔

''یار! اچھے بندے ہو تم..... تمھاری مجبوری کا خیال کیا کر لیا، تم تو سر پر ہی چڑھنے لگے ہو۔ زیادہ سے زیادہ پندرہ روپے بنتے ہیں۔ چلو تم بیس لے لو.....''

اُس نے ندامت سے دس روپے مزید واپس کر دیے۔

میں نے احسان جتایا: ''بنتے تو پندرہ تھے..... مگر میں نے پھر بھی زیادہ دیے ہیں۔''

اِس دوران میں میرا بیٹا دو سو روپے والا برگر خرید نے جا چکا تھا۔

میں بیٹے کا انتظار کر رہا تھا کہ ایک پجارو وہاں آ کر رکی۔

اس میں تین، چار نوجوان خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ ایک باہر نکلا اور بوٹ پالش کروانے لگا۔ اس نے جوتے اتارنے کی بھی زحمت نہ کی تھی اور کھڑے کھڑے پالش کروا رہا تھا۔

''ذرا بھی بڑوں کا احترام نہیں ہے اِن میں۔'' میں نے نخوت سے سوچا۔

''چاچا جی! بٹوہ گاڑی میں ہے، آئیں میں اُدھر ہی پیسے دیتا ہوں۔''

نوجوان بولا تو بوڑھا اس کے ساتھ چلا گیا۔ نوجوان اور اس کے دوست گاڑی میں بیٹھ گئے تھے۔

ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ یہ پیسے دے گا بھی کہ نہیں، اتنے میں گاڑی کے شیشے سے ایک ہاتھ باہر آیا۔ بوڑھے کے پیسے پکڑنے کے لیے اٹھتے ہاتھ ایک دم سے پیچھے ہو گئے۔

میں حیران ہوا کہ اب یہ پیسے لے کیوں نہیں رہا۔

غور کیا تو پتا چلا کہ وہ نوٹ پانچ ہزار کا ہے۔

اب تو مجھے غصہ آ گیا کہ یہ جان بوجھ کر ایسے کر رہے ہیں تا کہ وہ پیسے ہی نہ لے۔

''میرے پاس کھلے نہیں ہیں صاحب!'' بوڑھا بولا۔

''تو میں کھلے کب مانگ رہا ہوں چاچا؟'' نوجوان نے مسکراہٹ سے کہا۔

''نہیں صاحب! میں اِس طرح زیادہ پیسے نہیں لے سکتا۔''

''اچھا آپ وہ سائیکلوں والی دکان سے کھلے کروالیں۔ اُن کے پاس ہوں گے شاید۔''

''اچھا صاحب!''

بوڑھے نے پیسے پکڑے اور چند قدم چلا ہی تھا کہ گاڑی کا شیشہ اوپر ہوا اور گاڑی چل پڑی۔

بوڑھا چونک کر پیچھے مڑا۔ ''صاحب.....!'' مگر گاڑی جا چکی تھی۔

بوڑھے کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور پھر وہ فرطِ مسرت سے اُن پیسوں کو چومنے لگا۔ ساتھ ساتھ وہ کہتا جاتا تھا:

''یا اللہ تیرا شکر ہے..... یا اللہ تیرا شکر ہے۔''

مجھے لگا میری جیب میں موجود وہ دس روپے مجھے کاٹ رہے ہیں۔

اپنی کم ظرفی اور بدگمانی پر میرا دل چاہ رہا تھا کہ زمین پھٹے اور میں اُس میں سما جاؤں۔

☆☆☆

اللہ جل جلالہ

اللہ، ایسا نام ہے جس میں نور ہی نور چمکتا ہے۔

اللہ، ایسا پیار بھرا نام جس میں مجھ جیسے گناہ گاروں کے لئے بھی پیار ہی پیار ٹپکتا ہے۔

اللہ، ایک مٹھاس سے بھرا لفظ ہے جس میں کائنات کی ساری شیرینی سما جاتی ہے۔

اللہ، وہ نام ہے جو دل کو اطمینان، آنکھوں کو نور، ذہن کو تسکین، زباں کو مٹھاس، کانوں کو سرور اور سارے جسم کو جلا بخشتا ہے۔

اللہ، جو فرماتا ہے تم مجھے خلوت میں یاد کرو، میں بھی تمہیں خلوت میں یاد کروں گا۔

اللہ، جو فرماتا ہے تم مجھے جلوت میں یاد کرو، میں نور کی محفل میں تمہارا ذکر کروں گا۔

اللہ، جس سے میں مانگتی ہوں..... اپنے لئے..... اور سب کے لئے۔

اے میرے اللہ!

میں تجھ سے مانگتی ہوں تیری محبت اور اس کی محبت جو تجھ سے محبت کرے اور وہ عمل جو تیری محبت تک پہنچا دے۔ (محمد اقبال۔ وہاڑی)

انھیں چیزوں کی نہیں تمھارے پیار محبت اور توجہ کی ضرورت ہے۔
چیزوں کی کوئی اہمیت نہیں، رویے دائمی ہوتے ہیں

''امی! سالن دے دیں۔''

سالن ختم ہونے پر عاکف نے پلیٹ ماں کی طرف بڑھائی۔ انھوں نے پلیٹ لے کر تھوڑا سا شوربہ ڈال دیا۔

''یہ کیا؟..... خالی شوربہ..... بوٹی تو ہے نہیں.....!'' عاکف نے پلیٹ کو دیکھ کر کہا۔

''بیٹا! بوٹیاں بس اتنی ہی تھیں، یہ لو، میری لے لو۔''

امی نے نرمی سے کہتے ہوئے اپنی آدھی بچی بوٹی اس کی پلیٹ میں ڈال دی۔

''آدھا کلو گوشت تھا، ختم بھی ہو گیا؟'' وہ برا سا منہ بنا کر کھاتے ہوئے بولا۔

''پاؤ بھر کی تو میں نے یخنی بنائی تھی تمھاری دادی اماں کے لیے۔ تمھیں پتا ہے کل سے ان کی طبیعت ٹھیک نہیں۔''

امی نے وضاحت کی تو وہ بگڑ کر بولا۔

''ہاں بس انھیں ہی کھلاتے رہیے، گوشت بھی، دودھ، پھل اور مکھن بھی!''

''چپ بدتمیز!'' امی نے اسے ڈانٹتے ہوئے مڑ کر ہراساں نظروں سے پیچھے دیکھا۔ شکر تھا کہ دادی اماں کمرے میں تھیں۔

وہ اب تیز لہجے میں عاکف سے مخاطب ہوئیں: ''کیوں اتنے ندیدے اور بے لحاظ ہوتے جا رہے ہو؟ کیا تمھیں کچھ نہیں ملتا کھانے کے لیے؟''

''ٹھیک ہی تو کہہ رہا ہوں۔ ذرا سی چیز مجھے دے کر باقی سب انھیں دے دیتے ہیں آپ لوگ! نہ جانے کب جان چھوڑیں گی وہ ہماری!''

وہ بدتمیزی سے بولا تو امی کا ہاتھ اٹھتے اٹھتے رہ گیا۔

''آ لینے دو آج تمھارے ابو کو۔ بتاتی ہوں انھیں کہ اُن کا لاڈلا کتنا بدتمیز ہو گیا ہے!''

وہ غصہ ضبط کرتے ہوئے اسے ڈانٹنے لگیں۔

''تمھیں کس چیز کی کمی ہے آخر؟ اچھا کھاتے اور پہنتے ہو۔ دادی اماں بڑی ہیں، بزرگ ہیں۔ تمھیں کیا پرخاش ہے اُن کے کھانے پینے سے۔ اتنا ندیدہ پن کہاں سے آ گیا تم میں؟ میں نے ایسی تربیت تو نہیں کی تھی تمھاری!''

امی اسے بولتے بولتے روہانسی ہو گئیں، مگر وہ اٹھا اور غصے میں باہر نکل گیا۔

وہ دل مسوس کر رہ گئیں۔ عاکف اُن کا اکلوتا بیٹا تھا۔ اُس نے ماں باپ، دادی سب کا پیار اکیلے سمیٹا تھا، اِسی لیے شاید کچھ خودسر ہو گیا تھا۔ اُس کے والد رفیق صاحب ایک مل میں ملازم تھے۔ تنخواہ معمولی تھی مگر گزارا ہو ہی رہا تھا۔

زبیدہ (امی) بہت کوشش کرتیں کہ اُن کے بیٹے کو تنگی محسوس نہ ہو مگر وہ حریص اور خود غرض ہوتا جا رہا تھا۔ گھر کے کاموں کے علاوہ وہ سلائی، کڑھائی، جلد سازی جیسے کام کر کے پیسے کمانے کی کوشش کرتیں تاکہ بیٹے کی خواہشات پوری کر سکیں، مگر عاکف جو کہ اب بارہ، تیرہ سال کا تھا اُسے ماں باپ کے مسائل سے کوئی سروکار نہ تھا، اسے بس اپنے کھانے پینے کی فکر تھی۔

زبیدہ کی ساس یعنی عاکف کی دادی اماں کی دو ہی اولادیں تھیں۔ ایک رفیق صاحب اور دوسری روزینہ پھپھو جو اسی شہر میں بیاہی ہوئی تھیں۔

دادی اماں زیادہ تر اپنے بیٹے کے ہاں رہتیں۔ بیٹی کے گھر جاتیں بھی تو زیادہ نہیں رکتی تھیں۔ جن دنوں دادی پھپھو کے گھر ہوتیں، عاکف بہت خوش رہتا، کیوں کہ گھر میں آنے والا دودھ، پھل وغیرہ سب کا سب اسے ملتا۔ وہ آرام سے مزے کرتا یہ سوچے بغیر کہ اُس کے اپنے والدین کو بھی اِن چیزوں کی ضرورت ہے۔ جب دادی واپس آ جاتیں تو حسبِ معمول ہر چیز بٹ کر ملنے لگتی جس کی وجہ سے وہ چڑ چڑا جاتا۔

رفعت سعدی

ثمر کی آرزو میں

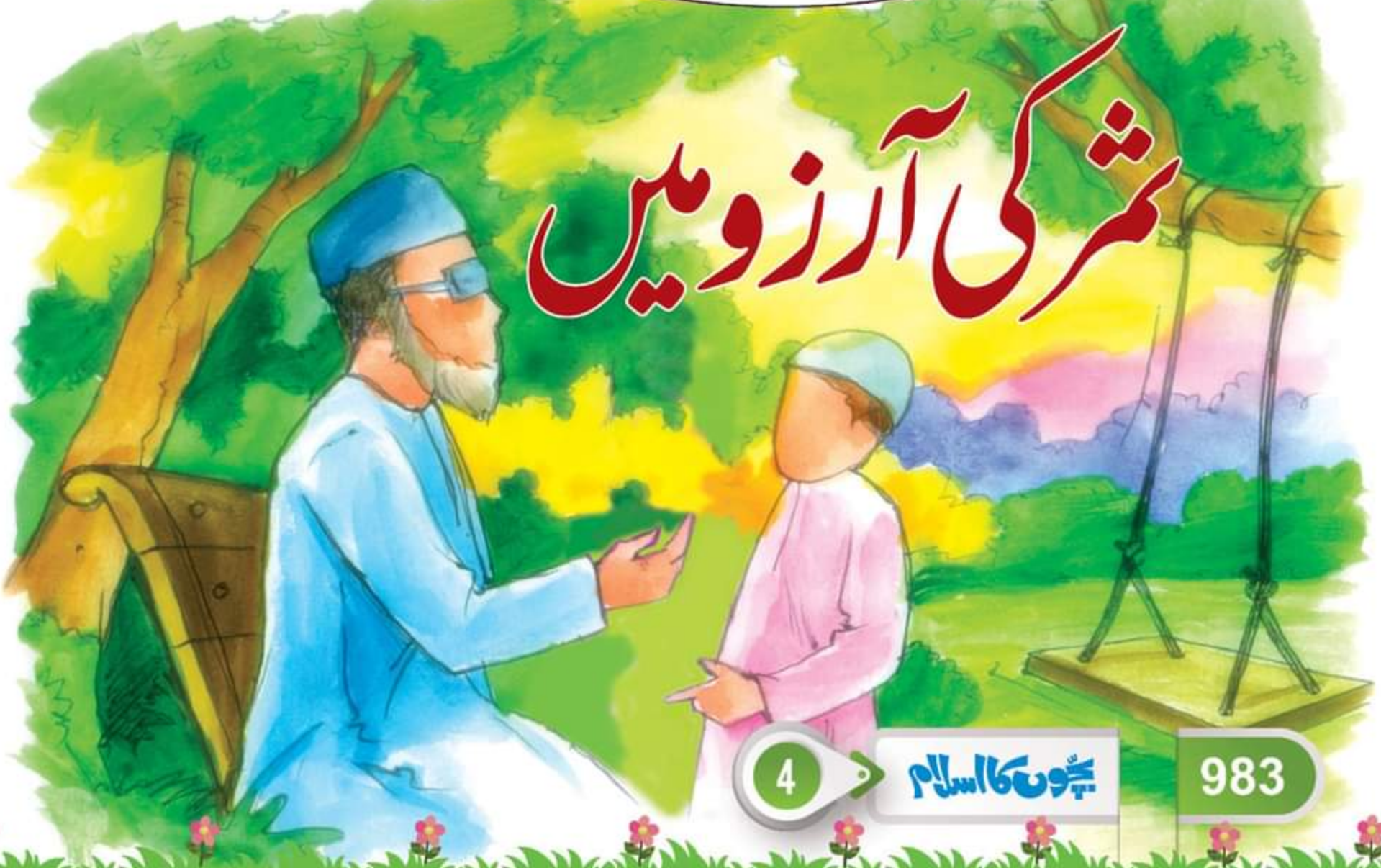

آج تو اُس نے حد ہی کر دی تھی۔ وہ اسکول چلا گیا تھا، لیکن اس کی امی سوچوں میں گم پریشان بیٹھی تھیں۔

.....☆.....

''عاکف بیٹا! کہاں جا رہے ہو؟''

عاکف گیند بلا لے کر باہر جانے لگا تو دادی جان نے پوچھا۔

''کھیلنے جا رہا ہوں۔'' عاکف نے کھردرے لہجے میں جواب دیا۔

''موسم ٹھیک نہیں ہے، آندھی کے آثار لگ رہے ہیں، ابھی مت جاؤ۔''

''کیوں نہ جاؤں؟ میرے آنے جانے سے آپ کو کیا؟'' عاکف نے بیزاری سے کہا۔

اُس کی امی نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے اس کا جملہ سن لیا تھا۔

''عاکف! شرم کرو۔ کیسے بات کر رہے ہو دادی سے؟''

انھوں نے فوراً ڈانٹا مگر وہ پیر پٹختا باہر نکل گیا۔

عاکف کی امی شرمندہ ہو کر ساس سے معذرت کرنے لگیں، جن کی آنکھوں میں نمی در آئی تھی۔ وہ خاموش رہیں۔

.....☆.....

''کتنے خوب صورت لگ رہے ہیں یہ پودے! ہے نا ابو؟''

عاکف آج اپنے ابو کے ساتھ شہر آیا تھا۔ وہ اسے ایک خوب صورت پارک میں لے گئے تھے۔ عاکف نے پہلی بار اتنا بڑا اور خوب صورت پارک دیکھا تھا۔ وہ بہت خوش تھا۔

''ہاں بیٹا! بہت محنت کرنی پڑتی ہے مالی کو اِن درختوں اور پودوں کی دیکھ بھال میں، تمھیں پتا ہے نا پہلے بیج ڈالا جاتا ہے پھر چھوٹا سا پودا زمین سے نکلتا ہے۔ مالی اُس کی بہت حفاظت کرتا ہے، وقت پر پانی اور کھاد دیتا ہے تو یہ ننھی سی کونپل بڑھ کر پودا بنتی ہے، پھر مالی پودے کی کانٹ چھانٹ کرتا، اس کی دیکھ بھال کرتا ہے۔''

''جی ابو! مجھے پتا ہے یہ سب میری سائنس کی کتاب میں موجود ہے۔''

عاکف نے ایک طرف کام کرتے مالی کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

''بچے بھی اسی طرح ہوتے ہیں ننھے معصوم سے، جب پیدا ہوتے ہیں تو نہ اٹھ سکتے ہیں نہ بیٹھ اور چل پھر سکتے ہیں، نہ انھیں بولنا آتا ہے۔''

ابو بینچ پر بیٹھتے ہوئے بولے، وہ بھی ساتھ بیٹھ گیا۔ وہ قدرے حیران تھا۔ آج ابو کا ہر انداز نیا تھا، شفقت، محبت اور توجہ کا انداز۔

''والدین بچوں کی بھی اسی طرح نگہداشت کرتے ہیں۔ انھیں کھلانا پلانا سلانا، ان کا خیال رکھنا۔ پھر وہ بڑے ہو جاتے ہیں.....!''

ابو کھوئے کھوئے سے لہجے میں بول رہے تھے پھر رک کر اسے دیکھا اور بولے:

''ایک کہانی سناؤں تمھیں بیٹا؟''

''جی ابو سنائیں!'' وہ اشتیاق سے بولا۔

''یہ بہت غمگین لیکن سچی کہانی ہے بیٹا! ایک گھرانا تھا بہت غریب، جس میں تین افراد تھے۔ اکبر حسین، اُس کی بیوی اور اس کی بچی رضیہ۔ یہ اُس زمانے کی کہانی ہے جب کھیتی باڑی بیلوں کے ذریعے کی جاتی تھی۔ اکبر حسین بھی کھیتی باڑی کیا کرتے تھے، اپنی زمین تو تھی نہیں، زمینداروں کے مزارعے کے طور پر کام کرتے تھے۔ وہ اکثر جو، باجرہ اور کبھی گندم کاشت کرتے تھے۔ فصل کبھی اچھی ہوتی کبھی نہیں۔ غربت کا راج تھا۔ گھر میں اکثر جو یا باجرے کی روٹی پکتی جو کہ لسی کے ساتھ کھائی جاتی کہ سالن تو گھر میں پکتا ہی نہیں تھا۔ رضیہ کو وہ روٹی بالکل اچھی نہیں لگتی تھی، مگر اسے کھانا پڑتی تھی۔''

ابو ذرا سانس لینے کو رکے تو عاکف بول پڑا:

''جی ابو! میں نے دیکھی ہے باجرے کی روٹی، سبز سبز سی ہوتی ہے اتنی موٹی ہوتی ہے۔ ایک بار دادی نے پکائی تھی، میں تو ایک لقمہ بھی نہ کھا سکا۔''

''ہاں بیٹا! گندم کی روٹی اُن لوگوں کے لیے بہت بڑی نعمت تھی، گندم کی روٹی پکنے پر رضیہ اِس طرح خوش ہوتی جیسے آج کل تم بریانی کا سن کر خوش ہوتے ہو۔

رضیہ بڑی ہوئی تو ماں باپ نے اُس کی ایک کسان سے شادی کر دی، وہ بھی غریب تھا مگر اب رضیہ کو دو وقت گندم کی روٹی مل جایا کرتی تھی۔ مگر دودھ، چاول، مکھن، سالن، یہ چیزیں نہیں ملتی تھیں۔ اُس کا دل چاہتا کہ سالن ہی مل جائے، چاہے دال کا ہی ہو مگر وہ بھی کبھی کبھار ہی ملتا۔ رضیہ صبر سے گزارا کرتی رہی۔

رضیہ کے سات بچے ہوئے مگر چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گئے۔ وہ بہت دکھی رہنے لگی، ماں باپ بھی فوت ہو چکے تھے۔ اُس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے ایک بیٹا اور بیٹی عطا کیے جو زندہ رہے۔ رضیہ اُن سے بے حد محبت کرتی تھی۔ رضیہ کا شوہر بیمار ہو گیا۔ بیماری کی وجہ سے اُس کا کام کاج کرنا مشکل ہو گیا۔ یہ صورت حال بہت تکلیف دہ تھی لیکن رضیہ نے اپنے معصوم بچوں کی خاطر خود محنت مزدوری شروع کر دی۔ وہ محنت کر کے جو کچھ لاتی بچوں کو کھلا دیتی۔ بچے تھوڑے بڑے ہوئے، سمجھدار ہوئے تو انھیں بھی ماں کی غیر معمولی محبت کا احساس ہونے لگا۔ جب وہ کوئی پھل وغیرہ انھیں کھلا رہی ہوتی تھی تو بیٹا کہتا: 'امی آپ خود تو کھائیں۔' وہ کہتی: 'میرا حصہ رکھا ہے، میں کھا لوں گی۔' مگر یہ سچ نہیں ہوتا تھا۔

ابو ذرا رکے، اُن کی آواز رندھ گئی۔ عاکف چپ چاپ سن رہا تھا:

''پھر جب رضیہ کا بیٹا بارہ سال کا ہوا تو رضیہ کا شوہر چل بسا، تب وہ اتنا روئی کہ سننے والوں کا کلیجہ پھٹنے لگا۔ گھر کا سربراہ اٹھا تو حالات گویا مزید خراب ہو گئے لیکن رضیہ بچوں کی تعلیم و تربیت میں مصروف رہی۔ اِس مشکل گھڑی میں وہ خود محنت مزدوری کرتی لیکن بچوں کو تعلیم دلانے میں اُس نے کوئی کسر نہ چھوڑی۔

بیٹا میٹرک میں پہنچا تو وہ بہت کمزور ہو چکی تھی۔ بیٹے نے اُس کی حالت دیکھتے ہوئے خود ہی اسکول چھوڑ دیا اور محنت مزدوری شروع کر دی۔ رضیہ نے بہت منع کیا لیکن اس نے ایک نہ سنی۔ تعلیم تو کوئی خاص تھی نہیں کہ ڈھنگ کی نوکری ملتی، بس گزارا ہی ہوتا رہا۔

رضیہ کی بیٹی بڑی ہو گئی تھی تو اُس نے اس کی شادی کر دی۔ بیٹے کو اپنی ماں دکھ بھری زندگی کا بے حد احساس تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ ماں کو راحت، آرام پہنچا سکے۔ اس کے دکھوں کا ازالہ کر سکے۔ اسے اچھا کھلا اور پہنا سکے۔ اچھی جگہ سے اس کا علاج کروا سکے، مگر ماں کام چھوڑنے کو ہی تیار نہ ہوتی۔ وہ بہتیرا منع کرتا مگر رضیہ کو ایک ہی فکر تھی کہ بیٹا اپنا گھر بنوا لے اور اس کی شادی ہو جائے۔ بالآخر طویل عرصے کی محنت کے بعد تین مرلے کا گھر بن گیا اور رضیہ نے بیٹے کی شادی کر دی۔'' رفیق صاحب دانستہ طور پر خاموش ہو گئے۔

''پھر کیا ہوا ابو؟''

عاکف نے بے چینی سے پوچھا، وہ بھی اس دکھی داستان سے غمگین نظر آ رہا تھا۔

''تمھارے خیال میں اِس کہانی کا انجام کیا ہونا چاہیے؟''

''رضیہ کے بیٹے کی اچھی جگہ نوکری لگ جائے، پھر وہ اپنی ماں کی ہر خواہش پوری کرے۔ اُس کے لیے اچھا کھانا کپڑے سب کچھ لے آئے تاکہ رضیہ خوش ہو کر زندگی گزارے۔'' ابو کے پوچھنے پر عاکف جوش سے کہانی مکمل کرنے لگا۔

''ہاں ٹھیک کہتے ہو بیٹا! پھر یہ ہوا کہ بیٹے کی شادی ہوئی تو بہو گھر میں آئی۔ ایک فرد کا خرچ بڑھ گیا۔ پھر رضیہ کا ایک پوتا پیدا ہوا، وہ بہت خوش ہوئی، اُس کی اپنے پوتے میں جان تھی۔ بہو بھی گھر کے حالات دیکھتے ہوئے سلائی کڑھائی وغیرہ کرتی رہی۔ پھر رضیہ کے بیٹے کی ایک مناسب جگہ نوکری ہوگئی، گھر میں کچھ وسعت ہوئی بیٹے کا ہاتھ کھلا تو وہ رضیہ کے لیے دودھ، پھل وغیرہ لانے لگا، مگر جو چیز بھی بیٹا ماں کے لیے لاتا، وہ پوتے کو کھلا دیتی۔ بہو منع کرتی، مگر رضیہ کو پروا نہیں تھی۔ اسے پوتا عزیز تھا۔''

''اسے خود کھانا چاہیے تھا ابو!'' عاکف بول پڑا۔

''کہا ناں بیٹا! اسے پوتے سے بہت محبت تھی۔ پھر پوتا بڑا ہو گیا۔ پتا ہے کل میں نے کیا سنا؟'' ابو نے کہانی درمیان میں روک کر اچانک ایک سوال کیا۔

وہ فوراً متجسس ہو کر بولا: ''کیا سنا ابو؟ کیا وہ لوگ یہیں رہتے ہیں؟''

''ہاں بیٹا! میں نے سنا کہ پوتا اب دادی سے بولنا پسند نہیں کرتا، اسے اُن کی باتیں، ان کا روکنا ٹوکنا پسند نہیں۔ دادی کا کھانا پینا اسے برا لگتا ہے کہ اس کا اپنا حصہ کم ہو جاتا ہے۔'' عاکف چونک سا گیا۔

''رضیہ کون ہے ابو؟'' آخر اُس نے دل میں مچلتا سوال پوچھ لیا۔

''تمھیں اپنی دادی کا نام بھی نہیں معلوم۔ انھیں کل سے بخار ہے کہ انھوں نے اپنے لاڈلے پوتے کی باتیں سن لی تھیں۔'' عاکف کا سر جھک گیا، وہ چپ بیٹھا رہ گیا۔

''ننھی کونپل جب بڑھ کر پودا بنتی ہے تو مالی کو بہت پیاری لگتی ہے کہ اب اُس نے جلد ہی بڑے ہو کر درخت بن جانا ہے، پھر مالی اس کے سائے میں بیٹھے گا اس کا پھل کھائے گا۔ انسان کا پالنا تو ان درختوں کے پالنے سے کہیں زیادہ مشکل ہے بیٹا!''

''مجھے معاف کر دیں ابو! میں نے بہت غلط کیا۔'' عاکف ابو سے لپٹ گیا۔

''معافی اپنی دادی سے مانگنا بیٹا! انھیں چیزوں کی نہیں تمھارے پیار محبت اور توجہ کی ضرورت ہے۔ چیزوں کی کوئی اہمیت نہیں، رویے دائمی ہوتے ہیں بیٹا!''

اسی شام گھر آ کر عاکف دادی سے لپٹ گیا تھا۔

''مجھے معاف کر دیں دادی امی! میں نے آپ کو بہت دکھ دیا۔''

وہ روتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

دادی اماں کی آنکھیں خوشی کے آنسوؤں سے بھر آئیں۔

''میں ناراض کب ہوں اپنے بیٹے سے!''

دادی نے کہتے ہوئے اس کی پیشانی چومی تو وہ ہلکا پھلکا ہو گیا۔

قریب کھڑے امی ابو بھی مسکرا دیے تھے۔

☆☆☆

مسلم فاتحین قدم بہ قدم 11

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

ابو حنظلہ سعدی

''مہاراج! آپ کے ایک حکم پر ہندستان کا بچہ بچہ دَھرتی ماں کے لیے کٹ مرنے کو تیار ہے، لیکن پھر بھی میں ایک عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمیں جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔ ایک آدمی کے مرجانے سے پوری قوم نہیں مرجاتی۔ پہلی دو جنگوں میں اَمیر سبکتگین نہیں بلکہ اُس کی فوج لڑی تھی۔ مانا کہ اَمیر ایک بہترین جنگجو تھا، جنگی چالوں کا ماہر... لیکن عالی جاہ! اُس کی جنگی چالیں کامیاب تو اُس کی فوج ہی کی وجہ سے ہوتی تھیں نا... ویسے ہماری فوج جنگ کے لیے تیار ہے۔ آپ حکم کریں تو ابھی پیش قدمی شروع کر دیں گے، لیکن ہماری سپاہیوں میں ابھی وہ جذبہ پیدا نہیں ہوا جس سے غزنی کے مسلمان لڑتے ہیں۔ ہمیں اپنے لشکر کے ہر سپاہی کو یہ بات ذہن نشین کروانی ہے کہ یہ جنگ مال و دولت یا حکومت کے لیے نہیں ہے، بلکہ یہ دَھرم کی جنگ ہے... اور دَھرم کے لیے لڑتے وقت صرف بھگوان کو دیکھا جاتا ہے، دشمن کی طاقت کو نہیں۔''

سردار نے دِل کی بھڑاس نکال لی، تو خاموش ہو گیا۔

اُس کے باتوں سے سارے دربار کو سانپ سونگھ گیا تھا، پھر راجا جے پال نے اپنی گردن کو اثبات میں ہلایا اور بولا: ''تمھاری باتوں وزن ہے، ہمیں حملہ کرتے وقت اِن باتوں کو بھی دھیان میں رکھنا پڑے گا۔''

''میں یہ نہیں کہتا کہ محمود اپنے پِتا (باپ) کی طرح دَلیر ہے۔ میں نہیں جانتا، وہ اپنی فوج کو سبکتگین کی طرح لڑا پائے گا یا نہیں، لیکن میں نے میدانِ جنگ میں اُسے بہت قریب سے لڑتے دیکھا تھا۔ مجھے اُس میں بے پناہ جرأت نظر آئی تھی۔ بہت سمجھ کر فیصلہ لینا ہوگا ہمیں، ایک نئی شکست ہمیں پورے ہندوستان میں رُسوا کر دے گی۔''

فوجی سردار بول رہا تھا اور سب خاموشی سے سن رہے تھے۔

راجا جے پال کے دربار میں بہت سے لوگ سپہ سالار سے متفق دِکھائی دے رہے تھے، لیکن کسی کو اِتنی جرأت نہیں تھی کہ اُس کی ہاں میں ہاں ملا سکے... کیوں کہ راجا جے پال کے رویے سے صاف دِکھائی دے رہا تھا کہ وہ کسی صورت غزنی پر حملہ کرنے سے باز نہیں آئے گا۔

.....☆.....

''راجا جے پال کی موت خود اُسے ہانک کر یہاں لا رہی ہے... یہ فیصلے کا وقت ہے، حق کی فتح قریب ہے۔ تیار ہو جاؤ میرے مجاہدو! اَب وقتِ جہاد اور وقتِ شہادت آن پہنچا ہے۔'' سلطان محمود نے اپنے سرداروں سے مخاطب ہو کر کہا۔

راجا جے پال نے ایک بڑے لشکر کے ساتھ لاہور چھوڑا، تو سلطان محمود کے مخبروں نے اُسے اِطلاع پہنچانے میں تاخیر سے کام نہیں لیا تھا۔

یہ خبر سلطان کے لیے غیر متوقع نہیں تھی۔ سب کچھ ویسے ہی ہو رہا تھا، جیسا وہ چاہتا تھا... چناں چہ اُس نے بھی اپنے مصاحبوں کو مشاورت کے لیے جمع کر لیا تھا۔

ایک سالار نے دُشمن کی طاقت کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا:

''سلطانِ معظم! اِس مرتبہ دُشمن سے فیصلہ کن جنگ ہوگی۔ یہ جنگ فتح یا موت کی بنیاد پر لڑی جائے گی۔ راجپوتوں میں ایک قدیم رسم ہے کہ جو راجا تین مرتبہ جنگ میں شکست کھالے تو وہ چتا پر تیل چھڑک کر خود کو زندہ جلا دیتا ہے۔ جے پال دو مرتبہ شکست کھا چکا ہے، یہ اُس کے پاس آخری موقع ہے۔ اِس مرتبہ وہ اتنی فوج لا رہا ہے، جتنی ہمارے لیے جمع کرنا ممکن نہ ہوگا۔ یہ جنگ صرف بہترین حکمتِ عملی سے ہی جیتی جا سکتی ہے۔''

''مسلمان اپنے ربّ پر بھروسا کر کے لڑتا ہے۔ خانہ جنگی نے ہماری فوج کو بہت متاثر کیا ہے۔ راجا جے پال کا یہ حملہ ہمارے لیے ایک بڑی آزمائش ثابت ہو سکتا ہے۔ اِس مرتبہ ہندوستانی سپاہی اپنے ملک نہیں بلکہ ہندو دھرم کو بچانے کے لیے لڑیں گے۔ پنڈتوں کا دعویٰ ہے کہ ہندوستان کی سرحدیں دِجلہ و فُرات تک ہیں، اور اُن علاقوں پر مسلمان قابض ہیں۔ وہ سلطنتِ غزنی کو نہیں، اِسلام کو ہندوستان سے مٹانے آ رہے ہیں۔ ہمیں اپنی سلطنت یا گھروں کی حفاظت کے لیے نہیں، بلکہ اپنے دِین کی حفاظت کے لیے لڑنا ہے۔ بے شک ہندوؤں کے لشکر کی تعداد بہت زیادہ ہے، لیکن پہلی دو شکستوں کے بعد اُن کے سپاہی غزنی کے مجاہدین سے خوف زدہ ہیں۔ میں یہی چاہتا تھا کہ راجا جے پال حملے میں پہل کرے، اب ہم اُسے اُس میدان میں کھینچ لائیں گے جہاں ہم چاہتے ہیں۔ یہ میدان پشاور کے قریب لگے گا۔ راجا جے پال کی بڑی طاقت اُس کے ہاتھی ہیں۔ ہاتھی دیکھنے میں جتنا خوف ناک لگتا ہے، اُس میں اُتنی ہی کمزوریاں بھی ہیں۔ زخمی ہو کر وہ اپنے ہی لشکر کے لیے وبالِ جان بن جاتے ہیں۔ کچھ بھی ہو جائے، اِس بار دُشمن کو منہ توڑ جواب ملے گا اور فتح حق کی ہوگی۔'' سلطان محمود نے پُرعزم لہجے میں کہا اور ایک نئے ولولے کے ساتھ اپنے تخت سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

.....☆.....

''بھگوان وِشنو کے پجاریو! ہم ہرن یا جنگلی خرگوش کا شکار کرنے نہیں جا رہے، ہم اُس ظالم فوج سے جنگ کرنے جا رہے ہیں جس سے ہم پہلے دو مرتبہ شکست کھا چکے ہیں۔ پہلی دونوں جنگوں میں ہمیں میدان چھوڑ کر بھاگنا پڑا، ہمیں شکست دے کر غزنی کے مجاہدین نے راجپوتوں کے منہ پر طمانچہ مارا ہے۔ ہم دو مرتبہ یہ طمانچہ کھا چکے ہیں، میں تیسری مرتبہ یہ طمانچہ نہیں کھانا چاہتا۔ میں راجپوتوں کی صدیوں سے بنی عزت و آبرو کو مٹی میں نہیں ملانا چاہتا، اِس لیے میرے ساتھ صرف وہی فوجی جائیں جو مارنے یا پھر مرنے کے لیے جا رہے ہیں۔ اِس جنگ میں ہمارے پاس واپسی کا کوئی راستہ نہیں ہوگا، کیوں کہ اِس مرتبہ میں شکست کھا کر بزدلوں کی طرح میدان سے نہیں بھاگوں گا۔ یا تو غزنی کے مجاہدوں کو شکست دُوں گا، یا پھر لڑتے لڑتے اپنی جان دے دُوں گا۔'' راجا جے پال نے اپنی تلوار فضا میں لہراتے ہوئے کہا اور پوری قوت سے کالی کا نعرہ لگایا۔

راجا جے پال نے لاہور سے کوچ کیا تو بارہ ہزار سوار، تیس ہزار پیادے اور تین سو جنگی ہاتھیوں پر مشتمل یہ عظیم الشان لشکر اُس کے ہمراہ تھا۔ اِس بار وہ فیصلہ کن جنگ لڑنے کا ارادہ کر چکا تھا، اِس لیے وہ سال بھر کی رسد بھی ساتھ لے جا رہا تھا۔ اُس کے علاوہ وہ شاہی خزانے کا ایک بڑا حصہ بھی اپنے ساتھ لے جا رہا تھا۔

وہ غزنی کے راستے میں آنے والے اَفغان سرداروں کو سونے اور ہیرے جواہرات کا لالچ دے کر اپنے ساتھ ملانا چاہتا تھا، تاکہ اُس کے لشکر کی تعداد میں مزید اضافہ ہو جائے۔ اِس مرتبہ ہندوستان کے دُوسرے راجاؤں نے اِس جنگ کے لیے اُسے جنگی ہتھیار اور گھوڑے وغیرہ تو دیے تھے، لیکن سپاہی بہت ہی کم تعداد میں دیے تھے۔

لاہور سے نکل کر راجا جے پال نے بہت تیز رفتاری سے سفر کیا۔ اُس کی خواہش تھی کہ اہلِ غزنی کو اُس کی آمد کی اطلاع اُس وقت ملے جب وہ اُن کے سروں پر پہنچ جائے، لیکن وہ سلطان کے بارے میں غلط سوچ رہا تھا۔ سلطان اپنی آنکھیں اور کان ہر وقت کھلے رکھتا تھا، اُسے ہندوستان کے لشکر کی پل پل کی خبر تھی۔ راجا جے پال نے اپنی رفتار میں کمی نہ آنے دی اور مختصر وقت میں پشاور پہنچ گیا۔

راجا جے پال نے پشاور میں صرف ایک روز قیام کیا۔ وہ ابھی روانگی کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ ایک جاسوس رات کی تاریکی میں ہانپتا کانپتا اُس کے پاس پہنچ گیا:

''مہاراج! ایک اہم خبر لایا ہوں، سلطان محمود اپنے لشکر کے ساتھ پہاڑوں میں خیمہ زن ہے اور آپ کی راہ دیکھ رہا ہے۔''

''یہ کیا بک رہے ہو، مورکھ؟'' راجا جے پال تیز لہجے میں بولا۔

اُسے بالکل اُمید نہیں تھی کہ سلطان محمود سے یوں اچانک ہی سامنا ہو جائے گا۔ وہ تو سلطان پر اچانک حملہ کرنے کا خیالی پلاؤ پکا رہا تھا، لیکن یہاں تو وہ خود جال میں پھنسنے والا تھا۔ (جاری ہے)

علوم قرآنیہ و نبویہ کے شائقین کیلئے

بشارت عظمیٰ

بذریعہ ڈاک گھر بیٹھے طلباء و طالبات کورس کر کے سند حاصل کریں۔

اپنی نوعیت کا منفرد سلسلہ ہر مسلمان کی اولین ضرورت

ششماہی ترجمہ و مطالعہ قرآن کورس

ششماہی فہم تجوید کورس

پراسپکٹس و داخلہ کیلئے خواہشمند طلباء و طالبات فوری رابطہ کریں۔

التمائی اوپن علوم قرآنیہ و نبویہ اکیڈمی

رابطہ آفس: نیو کشمیر مارکیٹ، بالائی منزل۔ سپلائی بازار۔ راولاکوٹ۔ ضلع پونچھ۔ آزاد کشمیر

رابطہ نمبرز۔ 0314-5233207-0334-5761474

عشق تمام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

خولہ غضنفر اللہ۔ دین پور

میں نے کاپی سے ایک صفحہ پھاڑا، اسے تہ کیا، پھر دونوں سائیڈ سے موڑا اور بالآخر میرا جہاز تیار ہو گیا۔

زوں..... زووں کے ساتھ میرے جہاز نے کلاس روم کے دروازے کی طرف پرواز کی اور..... کلاس میں داخل ہوتے ہوئے استاد صاحب کے قدموں میں کریش ہو گیا۔

میں دھک سے رہ گیا، پھر آنے والے روح فرسا لمحات کا سوچ کر میں نے کتوبر کی مانند آنکھیں بند کر لیں۔

مجھے کیا خبر تھی کہ میرے جہاز کی لینڈنگ اور سر طلحہ کی فلائٹ (آمد) بیک وقت ہو گی۔

اور اب ریاضی کے ٹیچر اور ڈنڈے سے دوری..... ناممکن سا لگتا ہے۔

آنکھیں میچے تصور میں، میں اپنے سرخ ہوتے ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا۔ پندرہ بیس لمحات گزر گئے اور مجھے کوئی آواز سنائی نہ دی تو میں نے دھیرے دھیرے آنکھیں کھولیں۔

حیران کن.....!

سر جی تو اپنی کرسی پر براجمان تھے اور کاغذی جہاز اُن کی میز پر رکھا تھا۔

وہ مجھے ہی دیکھ رہے تھے۔ انھوں نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا:

''بیٹا! علم حاصل کرنا ہے تو ذرائع علم کا بھی ادب لازم ہے، ورنہ علم کوئی فائدہ نہ دے گا۔''

''اتنا دھیما انداز، کچھ تو گڑبڑ ہے.....؟'' میں حیران رہ گیا۔ کیوں کہ میں بس انہی سر طلحہ جو جانتا تھا جو صرف ڈنڈے کی زبان سے سمجھاتے تھے۔

''سر جی! آپ کی طبیعت کچھ بہتر معلوم نہیں ہوتی۔'' عکرمہ کو تشویش ہوئی۔

''صحیح کہا آپ نے بیٹا!'' انھوں نے سینے پر بائیں طرف ہاتھ رکھا اور پھر بولے:

''میرا دل چھلنی کر دیا ہے ظالموں نے۔''

میں سچ مچ پریشان ہو گیا۔ بظاہر تو سر کے سینے پر کوئی چوٹ کا نشان نہیں تھا۔

''سر! آپ فرانس کے ملعون صدر کی گستاخی کے بارے میں بات کر رہے ہیں نا؟''

علقمہ نے قلم کو بند کرتے ہوئے سوال کیا۔

سر جی کی آنکھیں پل بھر میں سرخ ہوئیں اور انھوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

مجھے فوراً اپنے گھر کا سوگوار منظر یاد آ گیا۔ سب کو میں نے تمام دن اشکبار دیکھا اور ابو جی کو بار بار درودِ پاک کی تلقین کرتے دیکھا کہ رسولِ عربی ﷺ کو جو تکلیف پہنچی ہے تو ہم اپنی طرف سے زیادہ سے زیادہ مدح اور تعریف خاتم النبیین ﷺ تک پہنچائیں۔

میری سوچوں کا تسلسل تب ٹوٹا جب سر جی کی شکستہ آواز کمرۂ جماعت میں گونجی۔

''امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے خلیفہ ہارون رشید نے گستاخی کرنے والے کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا:

''اس امت کی کیا زندگی ہے جس کے پیغمبر کو گالیاں دی جائیں۔''

اُن کی کپکپاتی آواز اور لرزتے ہاتھوں سے اندرونی حالت مترشح تھی۔

ساری کلاس میں غم و اندوہ کے بادل چھا گئے۔ آج اِن لوگوں نے گستاخی کی ہے جن کے بڑے باوجود کفار ہونے کے محمد رسول اللہ ﷺ کی تعریف میں رطب اللسان رہے ہیں۔ یورپ کا عظیم جنرل اور فرانس کا مطلق العنان حکمران نپولین کہتا ہے:

''محمد (ﷺ) ہی دراصل دنیا کے سردار ہیں جن کے بارے میں جناب مسیح علیہ السلام (جن کا خود نپولین پیروکار ہے) نے دنیا کو خوش خبری سنائی تھی کہ میرے بعد وہ دونوں جہانوں کے سردار آئیں گے۔''

عبادہ کو ہمیشہ ہی اسلامی تاریخ سے شغف تھا اور اسے یوں ہی اقوال از بر ہوتے تھے۔

''جنھوں نے ہمارے روحانی باپ محمد ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے، ہم ان کے گھروں سے ہی ان کے بڑوں کے تعریفی الفاظ بطور ثبوت پیش کرتے ہیں۔''

کعب نے سرخ چہرے اور لہراتے ہاتھ کے ساتھ کہا:

''فرانس کے حقوق انسانی کا علمبردار ادیب اور فلسفی ''والٹیر'' آپ ﷺ کے بارے میں حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

محمد (ﷺ) سے بڑا انسان دنیا کبھی پیدا نہ کر سکے گی۔''

''بے شک اُس نے حق بات کہی۔''

سر جی نے کعب کو سر کے اشارے سے

بیٹھنے کو کہا اور یوں گویا ہوئے۔

''ژاں ژاک روسو کو تو آپ سب جانتے ہی ہوگے، جس کی تصنیف میثاقِ عمرانی (Socio Contact) کو 'انقلابِ فرانس' کی انجیل سمجھا جاتا ہے، وہ آپ ﷺ کے بارے میں لکھتا ہے:

''آپ ﷺ ایک روشن دماغ اور بلند مرتبت سیاسی بصیرت رکھنے والے انسان تھے اور جو سیاسی نظام آپ ﷺ نے دنیا کو دیا ہے، وہ نہایت عظیم الشان ہے۔ اب فرانسیسی گٹر کا مینڈک یا تو خود کو غلط کہے یا پھر اپنے آباؤ اجداد کو کذاب کہے۔''

سر جی کے ہاتھوں کی لرزش اور ہماری آنکھوں کی سیلانی بڑھ رہی تھی کہ ہمارے محبوب ﷺ کا دشمن اپنی ناپاک روح سمیت آزاد پھر رہا ہے۔

اچانک ہی پچھلے دنوں کا سنا واقعہ مجھے یاد آیا اور میں نے ہاتھ بلند کر کے اجازت چاہی۔

سر جی نے کہا: ''جی بیٹا آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟''

میں نے حلق میں آئے آنسوؤں کے گولے کو نگلتے ہوئے بات کا آغاز کیا:

''حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میدانِ جنگ میں مجھے رسول اللہ ﷺ نے سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس سلام و پیام دے کر بھیجا۔ میں انھیں ڈھونڈتا ہوا اُن کے پاس پہنچا۔ ابھی حیات کی کچھ رمق باقی تھی۔ جسم پر تیر و تلوار کے ستر زخم تھے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کا سلام اور پیام پہنچایا کہ رسول اللہ ﷺ یہ دریافت فرماتے ہیں کہ تم اس وقت اپنے کو کیسا پاتے ہو؟

انھوں نے جواب دیا: ''رسول اللہ ﷺ پر بھی سلام اور تم پر بھی سلام۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ پیام پہنچا دینا کہ یا رسول اللہ! اِس وقت میں جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اور میری قوم انصار سے یہ کہہ دینا کہ اگر رسول اللہ ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچی اور تم میں سے ایک آنکھ بھی دیکھنے والی موجود ہو (یعنی تم میں سے کوئی ایک بھی زندہ ہو) تو سمجھ لینا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارا کوئی عذر مقبول نہ ہوگا۔''

یہ کہہ کر آپ کی روح پرواز کر گئی۔

اللہ اکبر کی آواز سے کمرۂ جماعت گونج اٹھا۔

''مجھے یوں لگا کہ یہ قصہ مجھے ابھی سمجھ آیا ہے۔''

سر طلحہ بڑی دیر تک آنکھیں پونچھتے رہے اور سبحان اللہ کہتے رہے۔

عکرمہ کی آواز پھر سے بلند ہوئی: ''چشم فلک نے خاتم النبیین ﷺ کے محبین جیسے کبھی نہ دیکھے ہوں گے۔ آج محمد عربی ﷺ روضۂ پاک میں دکھی ہیں اور ہم سانس لے رہے ہیں، افسوس صد افسوس!''

میرا دل مٹھی میں آ گیا۔ مجھے اپنی غفلت یاد آنے لگی کہ امت پر قیامت ٹوٹ پڑی اور میں کھیل کود میں لگا ہوا ہوں۔

''سر جی! اِن گستاخوں کی سزا کیا ہوگی؟''

کلاس کے سب سے کم عمر لڑکے معاویہ نے اہم سوال کیا۔

''پیغمبر کی بے حرمتی تمام امت کی بے حرمتی ہے۔ امت پر فرض ہے کہ ایسے شاتم کو کیفر کردار تک پہنچائے، چاہے اُس کے لیے پوری امت کو جہاد کرنا پڑے۔''

سر جی نے جیسے ہی جملہ مکمل کیا، فوراً بریک کی گھنٹی بجی، لیکن حاضرین میں سے کسی نے جنبش تک نہ کی، سر جی نے تفصیل جاری رکھی۔

عبداللہ بن خطل آپ کی ہجو میں شعر کہتا تھا۔ فتح مکہ کے بعد وہ بیت اللہ کے پردوں سے جا کر لپٹ گیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہیں قتل کر دو۔''

چناں چہ ابو برزۂ اسلمی اور سعد بن حریث رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس گستاخ کی گردن اڑا دی۔

واہ واہ معاویہ نے ہاتھ لہرا کر کہا۔

ہم بھی اپنی بے بسی پر نادم اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عشق کو سراہ رہے تھے۔

میرا دل کہہ رہا تھا کہ کائنات تھم جائے اور یہ محفل جاری رہے۔ میں عشق کی ندی میں بہتا رہوں، لیکن بریک ختم ہونے کی گھنٹی بج گئی۔

سر جی نے مجلس برخاست ہونے کی دعا پڑھی اور بوجھل قدموں سے باہر کو چل دیے۔

میری نظر میز کے اوپر دائیں طرف رکھے جہاز پر پڑی تو آنکھیں آہستہ آہستہ سمندر ہونے لگیں اور دیکھتے ہی دیکھتے میز پر رکھا جہاز گہرے پانیوں میں ڈوب گیا۔

☆☆☆

جواہرات سے قیمتی

☆ جو شخص مقروض نہیں، اسے امیر سمجھو۔

☆ فضول امیدیں احمقوں کا سرمایہ ہیں۔

☆ جس کے پاس کتاب ہے، وہ اکیلا نہیں۔

☆ جس کی امیدیں چھوٹی ہوتی ہیں، اُس کے اعمال بھی درست ہوتے ہیں۔

☆ زندگی اتنی تلخ نہیں کہ اُس سے دور بھاگا جائے، اتنی شیریں بھی مگر نہیں کہ اُس کے پیچھے بھاگا جائے۔

☆ اگر بندگی نہیں تو زندگی کا کیا فائدہ؟

☆ اگر نیت درست نہیں تو عبادت کا کیا فائدہ؟

☆ اگر حلال نہیں تو کمائی کا کیا فائدہ؟

☆ اگر روشنی نہیں تو چراغ کا کیا فائدہ؟

☆ اگر سیرت نہیں تو صورت کا کیا فائدہ؟

☆ اگر عزت نہیں تو دولت کا کیا فائدہ؟

مرسلہ: محمد احمد اسلم۔ کراچی

سرمد

28

آزادی کے متوالے ان پنچھیوں کی شاہکار کہانی جو ایک جلاد صفت صیاد کے قفس میں قید تھے!

کاوش صدیقی

''اب کھڑا میرا منہ کیا دیکھ رہا ہے۔ جا ذرا فٹافٹ چائے بنا لا، اور ہاں پہلے یہ کپڑے بدل لینا۔'' انھوں نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔

میں جی کہہ کے واپس آ گیا۔

اوپر آتے ہی میں نے لڑکوں سے کپڑے بدلنے بستر تہ کر کے رکھنے کو کہا۔

ڈرامہ ختم ہو گیا تھا۔ اب سامان سمیٹا جا رہا تھا۔

کالو جادوگر بولا: ''مال نکلوا لیا منشی نے.....؟''

''ہاں.....مگر پتا نہیں کتنا۔'' میں نے جواب دیا۔

''کیا مطلب کیا پتا نہیں؟'' شیدا ٹلی بولا۔

''پتا نہیں کسی دوسرے ملک کے نوٹ تھے۔ دس ہزار.....!''

''دس ہزار!.....یہ تو بہت ہوں گے۔'' رفیق لنگڑا بولا۔

''منشی ایک نمبر کا شعبدے باز ہے۔ ہمیں دکھا کے لوگوں کو لوٹتا ہے۔'' شیدا بولا۔

''خیر میں تو چائے بنانے جا رہا ہوں۔'' میں بولا۔

''ہماری بھی بنا لیو.....!'' رفیق نے کہا ''بھوک بھی لگ رہی ہے۔ کھانے کی میز پر تو بس اداکاری ہی چل رہی تھی.....!''

''تو وہ کھانا کہاں ہے؟'' کالو بولا۔

ہمیشہ کی طرح منشی کے گھر جائے گا۔ ہم تو وہی دال روٹی کھائیں گے۔ مجھے تو لگتا ہے منشی کے مرنے پر بھی دال روٹی ہی ملے گی۔''

''خدا وہ خیر کا وقت تو لائے۔'' کالو نے بڑے اشتیاق بھرے انداز میں کہا اور پھر دونوں ہاتھ بلند کر کے بولا: ''آمین.....!'' سب ہی ہنسنے لگے۔

ابھی ہم نے کھانا ختم ہی کیا تھا کہ منشی کفایت اللہ نے آواز لگائی:

''ارے سرمد!.....ادھر آ.....''

''جا بھئی تیرا چاچا بلاتا ہے.....!'' شیدا ٹلی ہنسا۔

''کیا جادو کیا ہے تُو نے کہ منشی ہر کام کے لیے تجھے ہی آواز دیتا ہے۔'' کالو نے کہا۔ ''ذرا ہمیں بھی تو وہ منتر سکھا.....!''

''جادوگر تو تم ہو اور منتر مجھ سے پوچھ رہے ہو۔'' میں نے ہنس کے کہا۔

''ایک بات ہے، دو دن سے لالو خان دکھائی نہیں دے رہا۔'' شیدا ٹلی نے کہا۔

''کیوں کیا پسلیاں تڑوانے کا شوق ہو رہا ہے تجھے؟'' رفیق لنگڑا بولا۔

''گیا ہو گا کسی لڑکے کی زندگی خراب کرنے، کسی کا سودا کرنے۔''

رفیق نے نفرت زدہ لہجے میں کہا۔

میں انھیں باتیں کرتا چھوڑ کے نیچے اتر آیا۔

منشی مجھے دیکھتے ہی بولا: ''جا ذرا اسحاق پلمبر کو تو بلا لا۔''

''جی اچھا.....!'' میں نے جواب دیا اور باہر نکل آیا۔

اسحاق پلمبر کی دکان مرکزی سڑک پر تھی اور خوب چلتی تھی۔ وہ گیس وغیرہ کی فٹنگ کا بڑا ماہر تھا۔

وہ کاؤنٹر پر ہی بیٹھا تھا۔ میں نے جا کر سلام کیا اور منشی کا پیغام دیا۔

''ابھی چلتا ہوں۔''

اسحاق پلمبر نے کہا۔ لڑکے کو آواز دے کر اپنی جگہ بٹھایا اور میرے ساتھ چلنے لگا۔

''وہاں کوئی چیز لیک کر رہی ہے۔ کوئی گیس کا مسئلہ ہے کیا.....؟''

اس نے راستے میں پوچھا۔

''پتا نہیں منشی جی نے کہا تو میں تمھیں لینے چلا آیا۔'' میں نے جواب دیا۔

ذرا دیر میں ہی ہم پہنچ گئے۔

''خیریت منشی جی مجھے یاد کیا۔'' اسحاق پلمبر نے منشی جی سے ہاتھ ملاتے ہوئے پوچھا۔

''تجھے تیرے ہی کام کے لیے بلوائیں گے۔ برتن دھونے تو نہیں بلوائیں گے؟'' منشی نے ہنس کے کہا۔ اُن کا مزاج بڑے خوش گوار ہو رہا تھا۔

''حکم کریں.....!'' اسحاق پلمبر اُن کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''اسحاق دیکھو یار! سردیاں آ رہی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ بچوں کے تمام کمروں میں ہیٹر لگا دوں۔ گیس کے پائپ کا کنکشن ہر کمرے میں دے دو۔ ساتھ ساتھ اُن کے ہیٹر بھی لگے ہوں ذرا اچھی قسم کے.....!''

''بڑی بلڈنگ ہے منشی جی! اچھا خاصا خرچ ہو جائے گا۔'' اسحاق پلمبر نے کہا۔

''تو کیا ہوا؟'' منشی کفایت اللہ چمک کے بولے۔

''اُن پر خرچہ نہ کروں تو کیا عیاشیاں کروں۔ رب نے اِن معصوم جانوں کی ذمے داری مجھ پر ڈالی ہے تو کیا کنجوسی کروں؟'' منشی نے الٹے اسحاق پلمبر کے لتے لے لیے۔

''نہیں نہیں، میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ میں تو جانتا ہوں کہ تم دل کے کتنے اچھے اور کھلے ہاتھ سے خرچ کرنے والے ہو۔ اللہ تمھیں حیاتی دے۔ تم جیسوں سے ہی تو یہ دنیا چل رہی ہے۔'' اسحاق پلمبر کے انداز میں بڑی عقیدت تھی۔

''جا بھئی سرمد! اسحاق کو ذرا ساری جگہ بتا دے۔ بچوں کے کمرے۔ مدرسے کے دونوں کمرے، اسٹور کے ساتھ دو کمرے اور یہاں ہال میں سب جگہ اچھی طرح دیکھ لے، اور ٹوٹل بتا دے کیا خرچ آئے گا؟''

''بے فکر رہو منشی جی.....!'' اسحاق پلمبر نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

نیچے کا ہال بہت بڑا تھا۔ ''یہاں پر دو ہیٹر لگیں گے۔'' اسحاق نے پنسل اور کاغذ نکال لیا اور ساتھ ہی فیتہ بھی نکال لیا تا کہ پیمائش کرتا جائے۔

اوپر سے نیچے تک ہر جگہ کی پیمائش کے ساتھ ساتھ ہیٹروں کی تعداد بھی اُس نے نوٹ کر لی، اور جا کے منشی سے میٹنگ کرنے لگا۔

اُس کے مطابق سارا کچھ ملا کے پائپ، ہیٹر، مزدوری فٹنگ یہ سب ملا کے کوئی

بیس ہزار کا خرچہ ہو رہا تھا۔

''یہ تو بڑی بھاری رقم بنا دی تم نے؟'' منشی نے کہا۔ کچھ کمی کر.....!''

''اللہ کی قسم.....!'' اسحاق پلمبر نے کہا۔ ''حرام ہے جو اپنے لیے ایک روپیہ منافع رکھا ہو، یہ تو جنت کمانے کا کام ہے۔''

''پھر بھی جنت میں کچھ اضافہ کر۔'' منشی نے کہا۔

آخری بڑی بحث کے بعد معاملہ اٹھارہ ہزار پر طے ہوا۔

منشی جی نے جیب سے دو ہزار روپے نکالے اور بولے:

''ابھی سے کام شروع کر دے۔ کل تک مکمل ہو جائے.....!''

''نہیں منشی جی.....!'' اسحاق پلمبر نے اپنی موٹی گردن ہلائی۔

''کل تک تو ہو ہی نہیں سکتا، یہ دو دن سے پہلے نہ ہوگا۔ تم سے جھوٹ بول کے کیوں گالیاں کھاؤں میں؟''

وہ منشی کی اچانک گرم ہو جانے والی طبیعت سے اچھی طرح واقف تھا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔'' منشی کفایت اللہ نے بیزاری سے کہا۔

اسحاق بولا: ''دکان کے گودام میں پائپ پڑے ہیں، بس انھیں سائز میں کاٹنا اور فٹ کرنا ہے.....!''

''جو بھی کرنا ہے کر..... مجھے سبق نہ سنا!'' منشی نے جواب دیا۔ ''اور ہاں جب تک کام مکمل نہ ہو جائے، مزید ایک ٹکا بھی نہیں ملنے کا..... کام مکمل، مزدوری مکمل.....!''

''ٹھیک ہے..... ٹھیک ہے!''

اسحاق پلمبر اتنا بڑا کام ملنے پر خوشی سے باؤلا ہوا جا رہا تھا۔

وہ منشی سے ہاتھ ملا کے خوشی خوشی چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد منشی کفایت اللہ نے پوچھا:

''لڑکوں نے کپڑے شپڑے بدل لیے؟''

''ہاں جی.....!'' میں نے فوراً کہا۔

''تو پھر یہاں لے آ، میں رکھ دوں پھر بھی تو ضرورت پڑے گی۔''

انھوں نے کہا اور میز دونوں ٹانگیں رکھ کے آنکھیں بند کر کے دراز ہو گئے۔

میں نے اوپر آ کر کپڑے تہ کیے اور رفیق کے ہاتھ نیچے بھیج دیے۔

صبح ہی صبح اٹھ جانے کی وجہ سے غنودگی سی محسوس ہو رہی تھی، لہٰذا میں لیٹ گیا۔

جلد ہی میری آنکھ لگ گئی۔

☆

میری آنکھ کھلی تو میرے سرہانے رفیق کھڑا ہوا تھا۔

میری نظر سامنے دیوار پر لگی گھڑی پر پڑی۔ رات کے بارہ بج رہے تھے۔

میں اٹھ بیٹھا..... مجھے بھوک لگ رہی تھی۔ شاید بھوک نے ہی مجھے جگایا تھا۔

''بڑی دیر سے تیرے اٹھنے کا انتظار کر رہا تھا.....!''

رفیق نے آہستہ آواز میں کہا۔ (جاری ہے)

جدید قدرتی جڑی بوٹیاں کشتہ جات سے علاج بنا کسی سائیڈ ایفیکٹ | ہمارا طریقہ علاج پانچ ہزار سال سے رائج ہے | 124000 پیغمبر اسلام کی سنت ہے | قرآن اور حدیث سے ثابت ہے

دنیا میں کوئی ایسا مرض نہیں ہم نے جس کا علاج نہ پیدا کیا ہو (القرآن)

حکومت پاکستان سے منظور شدہ: رجسٹریشن 165773

ڈاکٹر فہیم ہربلسٹ (گولڈ میڈلسٹ)

ورکشاپ لیکچرار، مختلف تعلیمی ادارے

حجامہ سیکھئے، بمع سرٹیفکیٹ

پریکٹیکل ماہر اساتذہ، 12 مضامین

- شوگر کتنی ہی کیوں نہ بڑھتی ہو ◆ انسولین ہی کیوں نہ لگتی ہو
- گنج پن، ہیئر فال سے نجات ◆ پرانے سے پرانے درد کا خاتمہ
- ہر طرح کی مردانہ و زنانہ کمزوریوں کا خاتمہ
- انگریزی ادویات اور اس کے سائیڈ ایفیکٹ سے چھٹکارا
- ہر طرح کے زنانہ، مردانہ پیچیدہ امراض سمیت بگڑے ہوئے امراض کے ماہر
- ہر قسم کے روحانی/نفسیاتی/دماغی امراض کا علاج اصل جڑی بوٹیوں سے
- تھائی رائیڈ مردانہ زنانہ ہارمون اور موٹاپے کا خاتمہ

تمام لاعلاج بگڑے ہوئے امراض کا تسلی بخش علاج کیا جاتا ہے فائدہ اُٹھانے والے مریضوں کی ویڈیو ہمارے یوٹیوب چینل ڈاکٹر فہیم ہربلسٹ پر ضرور دیکھیں

شفاء یاب ہونے والے مریضوں اور نسخہ جات کی ویڈیوز دیکھنے کیلئے ہمارے Youtube چینل اور Facebook پیج کو لائک، شیئر اور سبسکرائب کیجئے۔

3 دن میں شوگر

بلڈ پریشر/کمزوری کنٹرول

قوت مدافعت بحال انشاءاللہ

حجامہ کا سامان دستیاب ہے

DR FAHEEM HERBALIST

کراچی * کوئٹہ * ملتان * دبئی * شارجہ * کویت * سعودی عرب * بحرین

YouTube | facebook | Dr. Fahim Herbalist

کسی بھی قسم کے فری مشورے اور چیک اپ کیلئے

0307-5444381, 0313-3313381

نیوز چینل

حسبِ معمول نیوز چینل کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہیں اور سلام عرض کرتے ہیں۔

ضروری نہیں کہ آپ ہمارے سلام کا جواب خندہ پیشانی سے دیں۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اب تک آپ کی پیشانی شکن آلود ہوچکی ہو۔ اگر ایسا ہے تو آپ ہماری خدمات بلا معاوضہ حاصل کرسکتے ہیں۔ ہم آپ کے دماغ کو ایسا استری کریں گے کہ آپ کی پیشانی کی سب شکنیں غائب ہوجائیں گی۔

اگر آپ یہ سوچ رہے ہوں کہ ایسا کیسے ممکن ہے تو ذرا اِس شعر پر غور کریں:

اخوت اِس کو کہتے ہیں چبھے کانٹا جو کابل میں
تو ہندوستان کا ہر پیرو جواں بیتاب ہوجائے

اگر کابل میں کانٹا چبھنے سے ہندوستان کا ہر پیرو جواں بے تاب ہوسکتا ہے تو آپ کے دماغ کو استری کرنے سے آپ کے ماتھے کے بل کیوں نہیں نکل سکتے۔

ہوسکتا ہے کہ ہماری وضاحت کے بعد آپ کے ماتھے پر پسینے کے چند ننھے منے قطرے نمودار ہوگئے ہوں۔ آپ ہماری رائے سے اختلاف کرسکتے ہیں، کیوں کہ آپ حاضر دماغ ہیں، البتہ ہمارے غیر حاضر دماغ نمائندے کا خبریں پیش کرنے کا وقت ہوچکا ہے، اِس لیے ہمیں معاف کیجیے اور خبریں ملاحظہ فرمائیے۔

تازہ ترین اطلاعات کے مطابق مدیر صاحب کا ''سیاست ٹیسٹ'' مثبت آگیا ہے اور اُن میں سیاسی جراثیم کی تشخیص ہوگئی ہے۔

ہم قارئین کو بتاتے چلیں کہ اِس مرض کی عمومی علامات میں دوسروں کو سبز باغ دکھانا اور لمبی لمبی چھوڑنا شامل ہیں۔ تفصیلات کے مطابق شمارہ ۹۷۱ میں ہزارویں شمارے کی بابت اپنی دستک میں مدیر صاحب نے قارئین کو جو سبز باغ دکھائے ہیں، اُن سے اندازہ ہوتا ہے کہ اُن میں سیاست تیزی سے پھیل رہی ہے اور وہ ادارت سے وزارت کی طرف جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

غیر حاضر دماغ نمائندے کا کہنا ہے کہ ہمارے مدیر بھیا چھوڑنے پر آئے تو ایسی لمبی لمبی چھوڑیں کہ لپیٹنے والے بھی تھک جائیں۔ چلیں اگر سو پر نہ رک سکے تو دو سو پر ہی سانس لے لیتے مگر وہ تو پانچ سو پر بھی نہ ٹھہرے، اُن کی بریک اُس تیز گام کی طرح ایک ہزار پر جاکر لگی جو کراچی سے چلے تو لاہور جاکر رکے۔

غیر حاضر دماغ نمائندے کا کہنا ہے کہ ہائے رے مدیر صاحب! اتنی لمبی لمبی چھوڑتے ہوئے نہ آپ کے ہاتھ کانپے اور نہ آپ کا دل دہلا۔

اِس دستک کے نتیجے میں مدیر صاحب کے ارمان کا تو علم نہیں، البتہ قارئین کے دل کے ارمان آنسوؤں میں بہہ گئے۔

محمد شاہد فاروق۔ پھلور

ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ احمد علی خان آف کراچی نے مدیر صاحب پر خطوط میں خرد برد کررے کا الزام عائد کردیا ہے۔

تفصیلات کے مطابق احمد علی خان صاحب کا کہنا ہے کہ مدیر صاحب صواب دیدی اختیارات استعمال کرتے ہوئے پچاس فیصد خطوط ردی کی ٹوکری کے اکاؤنٹ میں جمع کرادیتے ہیں۔ غیر حاضر دماغ نمائندے نے مدیر صاحب پر لگائے گئے الزامات کا از خود نوٹس لیتے ہوئے تحقیقات کا آغاز کردیا ہے۔

ابتدائی رپورٹ کے مطابق مدیر صاحب خطوط کو ٹوکری کے اکاؤنٹ میں جمع کرانے کے حوالے سے عدالت کو مطمئن نہیں کرسکے۔ ایک رپورٹ کے مطابق قارئین کی طرف سے یہ شکایات بھی موصول ہورہی ہیں کہ اُن کے خطوط کا ایک بڑا حصہ ایڈیٹنگ کی نذر کیا جارہا ہے، جو بالواسطہ طور پر ردی کی ٹوکری کے اکاؤنٹ کا حصہ بن رہا ہے۔ خدشہ ہے کہ مدیر صاحب کے اِس عمل سے آمنے سامنے میں خطوط کے اثاثہ جات کو بری طرح نقصان ہوسکتا ہے اور آمنے سامنے دیوالیہ پن کا شکار ہوسکتا ہے۔

تازہ ترین اطلاعات کے مطابق مدیر صاحب کا دماغ ابلنے لگا ہے۔ کھانے کے شوقین فوری رابطہ

مسرور ہے

موسمِ دیدار گرچہ دور ہے
آم کی آمد سے دل مسرور ہے

چُور ہے نشہ میں گویا ذوقِ خورد
یوں تخیل میں بسا امچور ہے

بطن کو اثمار سے خالی لئے
انتظارِ مینگو بھرپور ہے

اور کوئی پھل اسے بھاتا نہیں
آم کی الفت سے دل معذور ہے

آم کے جانے کا کیا آیا خیال
آنے سے پہلے ہی دل رنجور ہے

نام یوں بھی عاشقانِ آم کا
آم ہی کے نام سے مشہور ہے

سنگباری عاشقینِ خاص پر
ناقدینِ عام کا دستور ہے

کیا اثرؔ بھی پیٹیوں کی حرص میں
آم کی تعریف پر مجبور ہے

اثر جونپوری

کریں۔

تفصیلات کے مطابق مدیر صاحب کا دماغ مشوروں کی ہلکی آنچ پر رکھا ہوا ہے، جو اَب ابلنا شروع ہوگیا ہے۔ دماغ کھانے کے شوقین اپنے اپنے منہ کھول کر زبان کو حرکت دینا شروع کریں۔ ہاف بوائل کے شوقین اپنا کام شروع کریں، البتہ فل بوائل پسند کرنے والے تھوڑا سا صبر سے کام لیں۔ انتظامیہ کی طرف سے مشورہ دیا جاتا ہے کہ موجودہ حالات میں مدیر صاحب کے دماغ کو پوری طرح ابلنے دیں، کیوں کہ آدھا ابلا ہوا دماغ آدھے تیتر اور آدھے بٹیر کی طرح ہوتا ہے جو نیم حکیم کی طرح خطرۂ جان ہوسکتا ہے۔

نوٹ: یہ دعوت صرف دماغ کھانے والوں کے لیے ہے، دماغ چاٹنے والے اِس دعوت میں شریک نہیں ہوسکتے۔

ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ اعظم طارق کوہستانی صاحب کو بند گوبھی کے بعد ''گوبھی کے پھول'' لانے کی پیشکش کردی گئی۔ تفصیلات کے مطابق عبدالواسع خالد صاحب نے اعظم طارق کوہستانی سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ''گوبھی کے پھول'' لائیں۔ اِس مطالبے کے بعد اعظم طارق کوہستانی صاحب بکرا منڈی میں گوبھی ڈھونڈتے پائے گئے ہیں۔

غیر حاضر دماغ نمائندے کا کہنا ہے کہ بند گوبھی کی پسندیدگی کے بعد اُن کی حالت ساون کے اندھے کی طرح ہوگئی ہے اور اب انھیں ہر طرف گوبھی ہی گوبھی نظر آرہی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اُن کا رخ اسلام آباد کے ڈی چوک کی طرف ہوجائے، کیوں کہ وہاں سے اکثر ''گو'' ''گو'' کی آوازیں آتی ہیں اور اُن کے کانوں میں ''بھی، بھی'' کی آوازیں خود بخود گونجنے لگیں۔

موسم:

محکمہ موسمیات کیہمارے خصوصی نمائندے کے مطابق ہر سال کی طرح سالنامے کے بعد ہونے والی خطوط کی شدید بارش اِس سال بھی جاری ہے جس سے آمنے سامنے مکمل طور پر سیلابی منظر پیش کر رہا ہے۔

ہمارے نمائندے کی رپورٹ کے مطابق قارئین کے دماغ سے تبصرے کٹے ہوئے درختوں کی طرح آمنے سامنے کا رخ کر رہے ہیں۔ جس سے آمنے سامنے کے قریبی صفحات بھی اِن تبصروں کے زد میں آرہے ہیں۔

غیر حاضر دماغ نمائندے سمیت قارئین کی ایک بڑی تعداد اِس سالانہ سیلاب سے بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔ اِس موقع پر غیر حاضر دماغ نمائندے کا کہنا تھا کہ اُس کے لیے یہ صورت حال لاک ڈاؤن کے مترادف ہے اور اُس کا خبری کاروبار بری طرح ٹھپ ہوکر رہ جاتا ہے۔

امید ہے کہ یہ سیلاب آئندہ چند ہفتوں تک ختم ہو جائے گا۔ موسم کی اِس رپورٹ کے ساتھ ہی غیر حاضر دماغ نمائندے کو اپنی ٹیم کے ہمراہ اجازت دیجیے..... اللہ حافظ!

☆☆☆

آمنے سامنے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

❁ شمارہ 965 میں اپنا پہلا خط دیکھ کر دل خوشی سے باغ باغ ہوگیا۔ دل سے ڈھیروں دعائیں نکلیں۔ 'سرمد' ناول بہترین جارہا ہے۔ کاوش صدیقی، پروفیسر محمد اسلم بیگ، آئی جی غلام رسول زاہد اور عتیق صدیقی سب بہت اچھا لکھتے ہیں، اچھا یہ بھائی بلال پاشا کہاں چھپ گئے؟

(سیدہ صبیہ شیرازی۔ لانڈھی، کراچی)

ج: کسی غار میں۔

❁ تایا جان! میں پہلی بار خط لکھ رہی ہوں۔ دراصل خط لکھتے ہوئے بہت ڈر لگتا تھا، مگر مجھے لکھنے کا شوق بھی بہت زیادہ ہے اور یہ شوق مجھ میں 'بچوں کا اسلام' پڑھنے سے ہی پیدا ہوا ہے۔ میں 'بچوں کا اسلام' نہایت شوق سے پڑھتی ہوں۔ تایا جان! کیا ایک سے زیادہ تحریریں ایک ہی لفافے میں بھیجی جاسکتی ہیں؟ یا پھر ہر تحریر ایک الگ لفافے میں بھیجی جائے؟ (نام نہ پتا)

ج: پہلی بار خط لکھ رہی ہیں اور خط کے ساتھ نام پتا لکھنا بھول گئیں۔ اگلی بار اہتمام سے ہر تحریر اور خط پر الگ الگ نام لکھیے گا۔ ایک ہی لفافے میں زیادہ تحریریں بھی بھیجی جاسکتی ہیں

❁ شمارہ ۹۷۴ کی 'دستک' میں آپ کی درخواست پر فوراً عمل کرلیا تھا۔ اللہ تعالیٰ جناب آصف محمود قاسمی صاحب کے حامی وناصر ہوں۔ 'زیروزبر' عمدہ کہانی تھی۔ بہت سے ایسے الفاظ سے ہماری سماعت بھی واقف ہے۔ 'صاحب کا مہمان' پڑھتے ہوئے مسکراہٹ ہمارے ہونٹوں پر رقصاں رہی اور کئی مرتبہ تو کچھ اِس طرح ہنسی آئی کہ بہنوں کو تشویش ہونے لگی۔ حافظ جی کے قلم سے لکھی گئی اور تحریریں کہاں سے مل سکتی ہیں؟ 'سندر سپنا' اک بہترین کاوش تھی۔ 'سرمد' بہت ہی سسپنس والا ناول بن گیا ہے۔ پڑھ کر کافی دیر تک سوچتی رہی کہ شام میں کیا ہوگا؟ 'نیوز چینل' کچھ ہفتوں کے بعد آتا ہے مگر بہت اچھا ہوتا ہے۔ 'مسلم فاتحین قدم بہ قدم' بہت بہترین جارہا ہے۔ امید ہے آئندہ کی اقساط بھی اتنی ہی دلچسپ ہوں گی۔ سفرنامہ اور اسلام پبلی کیشن کی کتابیں گھر منگوانے کا طریقہ بتادیجیے۔ (لائبہ کاسانی۔ کراچی)

ج: حافظ جی کے یہ سچے واقعات وقتاً فوقتاً بچوں کا اسلام میں شائع ہوتے رہیں گے۔ کتابیں منگوانے کے لیے (03424198208) پر مکمل پتا واٹس ایپ کردیجیے۔

❁ شمارہ 973 کی دستک میں 'بے تکلفی' کی اہمیت اور فضیلت بہت اچھے انداز میں بیان کی گئی۔ 'خیر کے پھول چنو' زبردست تحریر تھی۔ 'ایک چمکتا ستارہ' میں زندگی کی حقیقت واضح کی گئی۔ 'لڑاکو بہن' میں بہن بھائی کی پیار بھری نوک جھونک تھی۔ باقی شمارہ بھی بہترین تھا۔

(ام ابوبکر)

❁ بچوں کا اسلام روشن جگنو کی مانند ہے۔ شمارہ 974 میں اپنا خط اور اس کا جواب دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ تمام کہانیاں عمدہ اور اعلیٰ تھیں۔ 'نیوز چینل' پڑھ کر شاہد فاروق صاحب کو داد دیے بغیر نہ رہ سکے۔ اُن کا دماغ کتنا چلتا ہے۔ آپ کی 'دستک' نے تو حیران ہی کردیا۔ 'لٹیرے' کہانی سبق آموز اور پراثر تھی۔ 'محمود غزنوی' اور 'سرمد' دونوں سلسلوں کا انتظار رہتا ہے۔ 'ہنسانے والا' اور 'خالہ ثریا بنی جاسوس' عمدہ کہانیاں تھیں۔ 'آمنے سامنے' کی محفل اپنے جوبن پر تھیں۔ چچا جان اِس سالنامے کا عنوان کیا ہے؟ اور کیا اس کے بھی حصے ہوں گے یا پہلا ہی سالنامہ ہزار صفحات کا ہوگا؟ (حافظہ فاطمہ عباسی۔ بہاول پور)

ج: شمارہ نمبر (۱۰۰۰) جو انیسواں سالنامہ بھی ہوگا، اٹھارھویں سالنامے کی طرح عام ہی ہوگا۔ کوئی خاص عنوان نہیں ہوگا۔ اِس کے ضمیمے نہیں ہوں گے، بلکہ یہ ایک شمارہ اِن شاء اللہ تعالیٰ ایک ضخیم کتاب کی طرح ہوگا۔ ہزار صفحات کی کتاب۔

❁ شمارہ 974 میں اپنی بہن کا خط دیکھ کر خوشی ہوئی۔ حافظ جی کی کہانی بہت عجیب تھی۔ آگے بڑھ کر 'جواہرات سے قیمتی' سے سبق حاصل کیا۔ 'نیوز چینل' بتانے کی ضرورت نہیں، نیا اور مزاحیہ تھا۔ 'سندر سپنا' سبق آموز تھی۔ 'بچوں کا اسلام' اِس پرفتن دور میں ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور تمام لکھنے والوں کو خوشی وعافیت والی لمبی زندگی عطا فرمائے، آمین!

(محمد حسن عباسی۔ بہاول پور)

ج: آمین وایاک۔ اس شمارے میں بھی اپنی بہن کا خط دیکھ کر آپ کو خوشی ہوگی۔

❁ اولاً تو پیشگی مبارک باد کہ ہمارا 'بچوں کا اسلام' خیر سے 1000 کے عدد کو پہنچنے والا ہے۔ اللہ ربّ العزت ترقیوں میں مزید برکت سے نوازیں۔ 'ہزارویں رسالے' کو سالنامہ اور وہ بھی ایک انوکھے انداز سے بنانے کا خیال لائقِ تحسین ہے۔ اس نیک ارادے میں شمولیت واقعتاً باعثِ برکت ہے۔ ہمیں تو ابھی سے سالنامے کا اشتیاق ہو چلا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ اشاعت سے قبل ہی آپ پیشگی بکنگ کرلیں، تاکہ خریدنے کی لگن پیدا ہو اور پہلے قیمت وصول کرنے پر کتاب بازار آنے سے قبل ہی بذریعہ ڈاک خریدار کو ارسال کردیجیے۔ اس طرح پیشگی بکنگ کرنے پر ہوسکتا ہے، میگزین کی طباعت ودیگر اخراجات میں آسانی ہو اور یوں اِس اچھے کام میں خواہش افراد بھی کسی صورت حصہ لے سکیں۔ اللہ ربّ العزت ہم سے دامے، درمے، سخنے، اپنے دین کے کام کے لیے قبول فرمائیں، آمین! (عائشہ غضنفر اللہ۔ دین پور شریف)

ج: آپ کی مبارک باد کا بہت شکریہ۔ اور جی ہاں! پیشگی بکنگ کی ترتیب ہی بنائی جائے گی۔ اِس سے قارئین کو بھی دو فائدے ہوں گے۔ ایک تو ان کا شمارہ کنفرم ہوجائے گا، دوسرے پیشگی بکنگ پر ادارے کی طرف سے رعایت بھی دی جائے گی۔

❁ کامیابی کا راز موبائل اور انٹرنیٹ کی تباہ کاریاں اجاگر کرتی بہت شاندار کہانی تھی۔ مسکا کا مسئلہ صفائی کی اہمیت پر عمدہ تحریر رہی۔ 'وہ ایک کھیل میں' سلمان یوسف سمیجہ نے اپنے مخصوص انداز میں ہمیں بچپن یاد کرادیا۔ بے تکلفی سے دی گئی دستک میں مدیر صاحب نے کیا خوب نکتہ پیش کیا۔ 'کھوے سے کھوا' عمدہ محاوراتی کہانی رہی۔ 'خیر کے پھول چنو' عیادتِ مریض کی ترغیب کے ساتھ ساتھ ہمارے معاشرتی رویوں کی داستان رہی۔ چمکدار ستارہ میں بہت ہی عمدہ انداز میں نظام شمسی سے روشناس کرایا گیا۔ لڑاکو بہن بھی اچھی تحریر ثابت ہوئی۔ دستک میں مفتی صاحب کے والد کی وفات کا پڑھ کر بہت افسوس ہوا۔ اللہ ربّ العزت اُن کی مغفرت فرمائے، آمین۔ 'صاحب کا مہمان' حافظ صاحب کے تجربات کی خوب داستان رہی۔ سندر سپنا ختم نبوت کے موضوع پر عمدہ تحریر رہی۔ نیوز چینل نے ہادیہ مناہل، منیبہ الیاس اور حافظ حذیفہ کی خوب خبر لی۔ دستک میں مدیر صاحب کے ہزاری شمارے کا اعلان پڑھ کر ہم تو ہواؤں میں اڑنے لگے۔ یہ تو واقعی کمال کام ہوجائے گا۔ اللہ ربّ العزت عافیت کا معاملہ فرمائے۔ 'لٹیرے' جرم کی دنیا سے پلٹ آنے والے رفیق کی دلچسپ کہانی رہی۔ 'ہنسانے والا' معاشرتی رویوں اور المیے کو اجاگر کرتی تحریر رہی۔ خالہ ثریا بنی جاسوس مزاح پر مبنی عمدہ پیرائے کی تحریر۔ آمنے سامنے میں نائلہ صدیقی کا تبصرہ عمدہ رہا۔ (محمد دانیال حسن چغتائی۔ کہروڑ پکا)

ج: آپ اڑیے ہوا میں، ہم تو ہوا میں تب اڑیں گے، جب اِس وزن دار شمارے کو پریس بھیج کر ہلکے پھلکے ہوجائیں گے۔

❁ مجھے رسالے میں آپ کی 'دستک' اور 'آمنے سامنے' میں آپ کے جوابات بہت پسند ہیں۔ ویسے تو آپ کی دن رات کی انتھک محنت رسالے کی ہر سطر سے چھلکتی ہے، لیکن آپ کا طرزِ تحریر اور تمام خطوط کے جوابات اس خوبی سے دینا بہت اچھا لگتا ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آپ صرف میٹرک پاس ہیں۔ (خنساء اشفاق۔ ملہو تحصیل حضرو ضلع اٹک)

ج: چچا کی حوصلہ افزائی کے لیے ذرّے کو آفتاب کہنے کا ڈھنگ اچھا لگا۔ بہت شکریہ! ویسے ہمارے وقتوں میں اردو میڈیم میں میٹرک ہوتا تھا اور وہ بھی بڑی محنت سے ہوتا تھا۔

❁ شمارہ نمبر ۹۷۵ کے سرورق کے رنگ پسند آئے۔ علی اکمل تصور بہت اچھا لکھتے ہیں۔ اُن کی تحریر 'لٹیرے' بھی اچھی تھی۔ 'ہنسانے والا' اداس کر گئی۔ 'سرمد' کی یہ قسط حسبِ سابق شاندار تھی۔ 'خالہ ثریا بنی جاسوس' غالباً خالہ کے کارناموں کی تمہید تھی۔ دیکھتے ہیں خالہ کیسی جاسوس ثابت ہوتی ہیں۔ دو صفحوں پر جگمگ کرتا 'آمنے سامنے' دل خوش کر گیا۔ اثر انکل ایڈیٹر سے مضمون چھاپنے کی درخواست کرتے دکھائی دیے۔ اور اب بات کریں پہلے صفحے پر موجود دستک کی، تو آپ نے تو صرف دل تھام کر پڑھنے کا کہا تھا، ہمارے تو دل کی عجیب ہی کیفیت ہوگئی یہ پڑھ کر، امید نہیں تھی کہ ہزار صفحات کا خواب شرمندہ تعبیر بھی ہوسکتا ہے! اللہ تعالیٰ آپ سب کے لیے آسانیاں فرمائے (آمین)۔ (تماضر ساجد۔ صادق آباد)

ج: آمین ثم آمین۔ دعاؤں کی مستقل ضرورت ہے۔ اللہ میاں ہی سب کے کام بناتے ہیں۔ یہ اتنا بھاری کام بھی وہی آسان کریں گے۔ آج 29 اپریل ہے اور ابھی تک خاص نمبر کا بہت تھوڑا سا ہی کام ہوسکا ہے، بمشکل دسواں حصہ۔ جب کہ آگے صرف ایک ماہ باقی بچا ہے۔

❁ شمارہ 976 پڑھ کر دل خوش ہوگیا۔ نسل نو کو اسلامی تاریخ کے شہسواروں سے روشناس کرانے کے لیے سلسلہ 'مسلم فاتحین قدم بہ قدم' بہت ہی مفید، معاون اور دلچسپ ثابت ہوگا۔ 'بولتی آنکھیں' پڑھ کر قادیانیوں کی بائیکاٹ کی وجہ سمجھ آئی۔ مدیر انکل! ایک مبتدی کا کسی بھی رسالے کے لیے لکھا گیا یہ پہلا خط ہے۔ امید ہے کہ آپ اسے ردی کی ٹوکری کی غذا بنانے کی بجائے شائع کر کے حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ (محمد توصیف خالد۔ گکڑ ہٹہ)

ج: ہماری یہ جرات کہ گکڑ ہٹہ کے محمد توصیف کے خط کو ٹوکری میں ڈالیں۔ ویسے یہ کاف پر پیش والا گکڑ (بمعنی مرغا) ہے یا کاف پر زبر والا گکڑ؟

❁ شمارہ نمبر 974 ہر اعتبار سے بہت ہی اعلیٰ رہا، البتہ میرا خط صفت انحراف کے ساتھ متصف ہے۔ حافظ صاحب گمنام سہی پر بہترین جا رہے ہیں۔ سلسلہ وار کہانی پڑھنے سے تو ہم رہے، کیوں کہ ہفتہ بھر انتظار کی گھڑی میں پسنا پڑتا ہے، اس لیے جب اقساط مکمل ہو جاتیں ہیں تو آرام سے ایک جگہ بیٹھ کر پڑھ لیتے ہیں۔ (محمد مبشر)

ج: تبصروں کا پوسٹ مارٹم تو کرنا ہی پڑتا ہے، ورنہ ایسے ایسے جسیم تبصرے بھی آتے ہیں کہ حصے بخرے نہ کریں تو آمنے سامنے کی گاڑی میں ایک بھی بمشکل سما پائے، شاید اس ناچیز ڈرائیور کی جگہ بھی نہ بن پائے۔ جہاں تک آپ نے ناول پڑھنے کا اپنا طریقہ لکھا ہے تو سچ سچ بتائیے، اِس سے قبل جو ناول شائع ہوئے، آپ نے مکمل ہونے پر کتنے پڑھے؟

❁ آج کل ماشاءاللہ ایک سے بڑھ کر ایک شمارہ آرہا ہے۔ جو کہانیاں ہوتی ہے وہ بہت ہی دلچسپ، سبق آموز اور اصلاحی ہوتی ہیں، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ 16 صفحات ہونے کی وجہ سے شمار بہت ہی جلد رسالہ ختم ہو جاتا ہے۔ اِس پر توجہ دیں۔ 974 کا سرورق زبردست تھا، یعنی رنگ برنگا تھا۔ 'صاحب کا مہمان' ہنستی مسکراتی اور دلچسپ کہانی تھی۔ پڑھ کر جنات کا ڈر تھوڑا سا کم ہوا۔ نیا سلسلہ ختم نبوت کہانی والا بہت پسند آرہا ہے۔ 975 میں سرورق اور سرورق کہانی دونوں پسند آئے۔ خط شائع کر کے حوصلہ افزائی کیجیے۔ (حمنہ اسلم۔ کراچی)

ج: ڈرکم ہونے کا پڑھ کر خوشی ہوئی۔ اِن تحریروں کا ایک مقصد یہ بھی ہے، لیکن تھوڑا نہیں، مکمل خوف ختم کیجیے۔ جنات بھی ہماری طرح اللہ تعالیٰ کی ادنیٰ مخلوق ہی تو ہیں۔ خالق کی ناراضی کے خوف کے ساتھ مخلوق کا خوف دل میں جمع نہ ہونا چاہیے۔

❁ شمارہ 975 ہاتھ میں آیا تو بے حد خوشی ہوئی۔ سب سے پہلے 'القرآن والحدیث' پڑھ کر دل کو منور کیا۔ دستک حقیقتاً دل تھام کر پڑھنے والی تھی۔ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ ہزارویں شمارے کا بے تابی سے انتظار ہے۔ اللہ آپ کو اِس میں کامیاب کرے، آمین۔ 'لٹیرے' بھی بہت اچھی کہانی تھی۔ کتنی آسانی سے ایک کسان نے لٹیرے کو سبق دے دیا۔ 'سلطان محمود غزنوی' کی ہر قسط پڑھ کر اگلی کا انتظار رہتا ہے۔ 'سرمد' بھی بہت اچھا جا رہا ہے۔ 'خالہ ثریا بنی جاسوس' پڑھ کر بہت ہنسی آئی۔ 'ہنسانے والا' بھی بہت زبردست تھی۔ مدیر انکل یہ میرا کسی بھی رسالے میں پہلا خط ہے۔ (سارہ اسعد۔ فیصل آباد)

ج: آمین ثم آمین..... اور خوش آمدید۔ اس ہفتے 'پہلی بار' والے خط بہت آئے۔ خوشی ہوئی کہ قارئین خاموشی توڑ رہے ہیں۔

❁ شمارہ 975 کے سرورق پر نظر پڑتے ہی گھبرا گیا۔ لٹیروں سے آخر کچھ تو ڈر لگتا ہے۔ ابھی اِس افتاد سے سنبھل بھی نہیں پایا تھا کہ دستک پڑھ کر زور سے اچھلا۔ اب گھبرانے کی باری گھر والوں کی تھی۔ اِس زبردست خوش خبری پر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور پوری انتظامیہ کو سدا مسکراتا اور جگمگاتا رکھے، آمین۔ سرمد اور مسلم فاتحین دونوں سلسلے دلچسپی سے بھرپور ہیں۔ خالہ ثریا پڑھ کر چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ حفصہ بی بی نے بھی خوب لکھا۔ اثر صاحب کی نظم اول نمبر لے گئی۔ مجموعی طور پر پورا شمارہ زبردست تھا۔ (محمد حمزہ۔ کامرہ ایئر بیس، ضلع اٹک)

ج: آپ کو اور گھر والوں کو 'گھبرانا بالکل نہیں ہے'۔ گھبرانے کے لیے ہم ہیں ناں!

❁ دستک نے خوشی کی لہر دوڑا دی۔ منہ سے نکلا 'چاچا فیصل زندہ باد'۔ اثر صاحب کی نظم ہمیشہ کی طرح زبردست ہے۔ ادبی لطیفے بھی مزیدار تھے۔ نیوز چینل اس بار کا بہت ہی شاندار تھا حافظ عبدالرزاق خان کا سلسلہ پسند آرہا ہے۔ 'عیدی سنبھال کے رکھیے گا' سے ہم سمجھ گئے، کیوں کہ آرہا ہے ہزارواں سال نامہ۔ بہت خوشی ہوئی۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ بس آگے ایسا نہ ہو کہ لاک ڈان ہو جائے! (یسریٰ اسلم۔ کراچی)

ج: اللہ پاک ساری انسانیت پر رحم فرمائے۔ اِن شاءاللہ تعالیٰ حالات جلد بہتر ہوتے چلے جائیں گے۔

❁ 'دستک' میں مفتی قاسمی صاحب صاحب کا خط پڑھا۔ فوراً رسالے کو ایک طرف رکھ کر ایصال ثواب کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے۔ باری تعالیٰ مفتی صاحب کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین! 'زیروزبر' پڑھ کر ہم تو ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوگئے۔ 'صاحب کا مہمان' خوب روداد تھی۔ سرمد' بہت اچھا جا رہا ہے۔ (ابن یاسین۔ وہاڑی)

ج: آمین ثم آمین۔

❁ سرورق پلٹا تو 'دستک' نے فاتحہ پڑھائی۔ 'ایک پھول' نے تخیل میں ہمیں خوشبو سونگھنے پر مجبور کر دیا۔ 'صاحب کا مہمان' نے ہمیں ہنسا کر لوٹ پوٹ کر دیا۔ 'سندر سپنا' خدا کرے کہ اصلی ہو جائے۔ 'سرمد' نے لگتا ہے کہ تیز گام کی ٹرین کی ٹکٹ لے لی ہے۔ 'نیوز چینل' کی بیٹھک کا اصل ہدف تو مدیر صاحب بھی ہے، لیکن خفیہ مقصد معلوم نہیں۔ آمنے سامنے کی محفل میں لفظوں کے تبادلے جاری وساری تھے۔ کیسا لگا آپ کو ہمارا تبصرہ؟

(محمد شرجیل۔ نور پور رونگا)

ج: بہت اچھا۔ بالکل آپ کے اور آپ کے شہر کے نام کی طرح۔

❁ شمارہ 974 سامنے ہے۔ سرورق دیکھ کر حافظ جی کا خیال آگیا کہ ہو نہ ہو 'صاحب کا مہمان' انہی کی کہانی ہوگی۔ پراسرار، متحیر کر دینے والا قصہ اپنی جگہ حافظ جی کا شگفتہ انداز اپنی جگہ، کئی بار کہانی پڑھ ڈالی لیکن لطف کم نہ ہوا۔ اب حافظ جی کا تعارف کروا بھی دیجیے تاکہ دوسرے بھی مستفید ہوسکیں۔ 'زیروزبر' نے بھی مزہ دیا۔ ماشاءاللہ 'نیوز چینل' بھی تواتر سے شائع ہو رہا ہے۔ تاریخ کے صفحات سے فاتح ہند سلطان محمود غزنوی کے بارے میں پڑھنا اچھا لگ رہا ہے۔ تحریر رواں اور آسان پیرائے میں ہے۔ 'نیکیوں کا تازیانہ' متاثر کن تحریر ہے۔ جاوید بسام نے اپنے قاری کو مایوس اور شرمندہ نہیں کیا۔ حافظ عبدالرزاق خان بھی مسلسل حاضر ہو رہے ہیں۔ 'سرمد' کا جواب نہیں۔ ہر ہفتے شدت سے اِس کا انتظار رہتا ہے۔ صدیقی سسٹرز ہوں یا صاحبان، سب نے اپنی قابلیت کا سکہ منوا لیا ہے اور کیوں نہ ہو کہ نسبت جو اتنی اعلیٰ ہے۔ اللہم زد فزد۔ (عشرت جہاں۔ لاہور)

ج: واقعی نسبت تو بہت ہی اعلیٰ ہے۔ امت میں سب سے اونچی نسبت۔ حافظ صاحب کے رُخِ روشن سے اِن شاءاللہ اگلے ہفتے پردہ اٹھایا جائے گا۔

وہاڑی صوبہ پنجاب کا ایک ضلعی شہر ہے۔ یہ پاکستان کے تاریخی شہر ملتان سے کم وبیش ایک سو اور لاہور سے تین سو کلومیٹر کے فاصلے پر موجود ہے۔

اِس پورے ضلع کا کل رقبہ چار ہزار تین سو پینسٹھ سکوائر کلومیٹر ہے۔ بیسویں صدی کے شروع میں انگریزوں نے جن علاقوں کو آباد کیا تھا ان میں عارف والہ، بورے والہ اور وہاڑی شامل تھے اس لیے ان شہروں کا نقشہ ملتا جلتا ہے۔

شہر کا نام وہاڑی دریائے بیاس کی نسبت سے پڑا۔ قیاس یہ ہے کہ سوکھے ہوئے دریائے بیاس کو پنجاب کے لوگوں نے ویہاس کہا جو کثرت استعمال کی وجہ سے ویہاسے وہاڑی ہو گیا۔ ضلع وہاڑی دو دریاؤں دریائے بیاس اور ستلج کے درمیان واقع ہے۔ دریائے ستلج وہاڑی شہر کے جنوب میں لڈن کے قریب بہتا ہے، جہاں ستلج سے ہیڈ اسلام تعمیر کیا گیا، جس سے نکلنے والی نہریں بہاولپور، چولستان کے علاقوں کو سیراب کرتی ہیں۔

اِس خطے کو دریائے ستلج کے نیلے پانی کی وجہ سے نیلی بار بھی کہا جاتا ہے، اب تو خیر نہ وہ پانی رہے اور نہ ہی پانیوں کا نیلا رنگ رہا۔ جب کبھی سیلاب آ جائے تو دریا میں پانی آتا ہے اس کے علاوہ دریا سوکھے رہتے ہیں۔

برساتی نالوں کے قریب کئی بستیاں آباد ہوئیں جو لفظ ویاہ کی نسبت سے ویاڑی اور پھر ہوتے ہوتے وہاڑی کہلائیں۔ اس نام کی کئی بستیاں مثلاً وہاڑی سموراں والی اور وہاڑی ملکاں والی وغیرہ آباد ہیں۔ ضلع وہاڑی کی تحصیل بوریوالہ کا قصبہ کھتوال سب سے پرانا اور تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ علاقہ محمد بن قاسم کی ملتان فتح کے وقت راجا داہر کی حکومت کے ماتحت تھا۔ اکبر بادشاہ کے زمانے میں 1591 میں ملتان، کہروڑ پکا، جھنگ، شورکوٹ اور وہاڑی کے علاقوں کو ملا کر دوبارہ صوبہ ملتان بنایا گیا۔

وہاڑی کی آبادکاری باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت 1924 میں شروع ہوئی۔ اِس سال پاک پتن نہر نکلی اور 1925 میں نیلی بار پراجیکٹ شروع ہوا۔ مسٹر ایف ڈبلیو ویس پہلے منتظم آبادی مقرر ہوئے۔ 1963 میں وہاڑی کو سب ڈویژن اور 1976 میں اسے ضلع بنا دیا گیا۔ میلسی، بوریوالہ اور وہاڑی کو اُس کی تین تحصیلیں اور ٹبہ سلطان اور گگو منڈی کو سب تحصیلوں کا درجہ دیا گیا۔ گگو اور کرم پور یہاں کے مشہور شہر ہیں۔

وہاڑی شہر سطح سمندر سے 135 میٹر یعنی 446 فٹ کی اونچائی پر واقع ہے۔

2017ء کی مردم شماری کے مطابق اس کی آبادی 28,97440 ہے۔ یہاں زیادہ تر آرائیں، راجپوت، بھٹی، کھچی، گجر، جٹ، شیخ اور رحمانی برادری کے لوگ آباد ہیں۔

وہاڑی کی تحصیل بورے والا میں موجود قصبہ دیوان شاہ ایک ایسا مقام ہے جو حضرت بابا فرید گنج شکر کی جائے پیدائش ہے اور گرونانک کی بیٹھک بھی یہیں ہے۔

تعلیم: ضلع وہاڑی تعلیم کے معاملے میں بھی بہت آگے بڑھ رہا ہے۔ اس وقت ضلع وہاڑی میں گورنمنٹ کی یونیورسٹیز کے کیمپس موجود ہیں جن میں (Comstas) یونیورسٹی، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ایجوکیشن یونیورسٹی، ایگری کلچر یونیورسٹی کے کیمپسز موجود ہیں۔ اس کے علاوہ سرکاری ہائی اسکولوں کی تعداد ایک سو 77 ہے، ان میں سے سب سے پرانا سکول گورنمنٹ ماڈل ہائی سکول ہے جو قیام پاکستان سے قبل 1925 میں بنایا گیا تھا۔

حافظ محمد عثمان یاسین - وہاڑی

ضلع وہاڑی کی اہم پیداوار: وہاڑی کا موسم گرم ہوتا ہے، تاہم اکتوبر اور مارچ کے دوران میں موسم ٹھنڈا اور خوشگوار رہتا ہے۔ وہاڑی کی زرخیز زمین فصلوں کے لیے کافی مفید ہے۔ اسی لیے یہاں کے زیادہ تر باشندوں کا پیشہ زراعت ہی ہے۔ خاص طور پر وہاڑی کپاس کی پیداوار کے حوالے سے بہت مشہور ہے، اتنا کہ وہاڑی کو سٹی آف کاٹن (کپاس کا شہر) بھی کہا جاتا ہے۔ وہاڑی میں کپاس اور گنے کی کئی فیکٹریاں موجود ہیں۔ وہاڑی میں موسم گرما میں آم بھی کافی مقدار میں پیدا ہوتے، جب کہ موسم سرما میں امرود اور کینو کی پیداوار حاصل کی جاتی ہے۔

اہم مقامات: ایشیا کی ایک بڑی لائبریری ضلع وہاڑی میں موجود ہے، جو غلام محمد جھنڈیر نے ذاتی طور پر بنائی تھی جو آج بھی موجود ہے اور لوگ آج بھی اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ہیڈ اسلام قلعہ عمر کوٹ وغیرہ اہم مقام ہیں۔ ضلع وہاڑی کی مشہور مسجد جامعہ مسجد باغ والی ہے۔

وہاڑی سے بورے والہ روڈ پر 22 کلومیٹر کے فاصلے پر اڈا پکھی موڑ سے ایک سڑک میاں پکھی کی طرف جاتی ہے، جہاں بزرگ حضرت میاں پکھی رحمہ اللہ کا مزار واقع ہے۔ اسی وجہ سے اِس آبادی کو میاں پکھی بھی کہا جاتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس تاریخی عمارت کے نشانات معدوم ہوتے جا رہے ہیں۔ قیام پاکستان سے قبل میاں پکھی ریسٹ ہاس کی پرشکوہ عمارت اپنی خوبصورتی کے ساتھ ساتھ تاریخی اہمیت کی حامل تھی۔

وہاڑی سے قصور اور پاکپتن سے لودھراں جانے والی ریلوے لائن بھی گزرتی ہے۔

مشہور سوغات:

وہاڑی کی مشہور سوغات میں فالودہ، جلیبیاں اور دہی بھلے بہت مشہور ہیں۔

زبان وثقافت: ضلع وہاڑی میں اردو اور پنجابی بڑی زبانیں ہیں۔ اسکولوں اور دفاتر میں زیادہ تر اردو اور انگریزی رائج ہے۔ ضلع وہاڑی کی 94 فیصد آبادی پنجابی بولنے والوں کی ہے۔ اِن 94 فیصد میں سے 83 فیصد ماجھی لہجہ بولنے والوں کی ہے۔ سرائیکی یا ملتانی لہجے کی پنجابی تحصیل میلسی کے کچھ حصوں میں بولی جاتی ہے۔ اردو قومی زبان کے طور پر ہر جگہ بولی اور سمجھی جاتی ہے۔

وہاڑی کا فون کوڈ (067) ہے۔

تو قارئین!

کیسا لگا آپ کو میرا سوہنا شہر "وہاڑی؟"